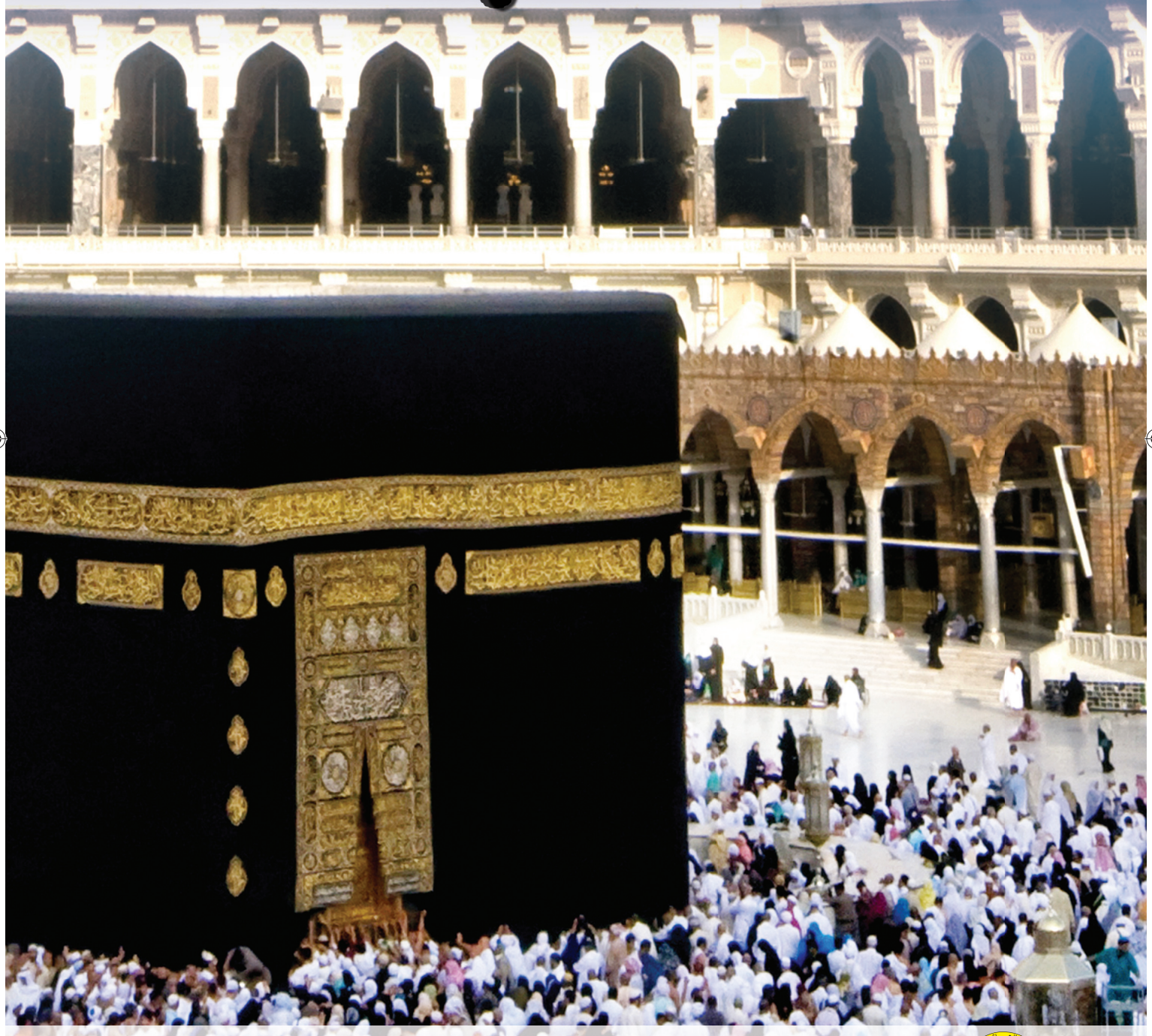
ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

شمارہ:45 اکتوبر ۲۰۱۲ء بمطابق ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ



خطبہ حجۃ الوداع انسانیت کا عالمی منشور

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

جمعية النجاة الخيرية

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 1 10/17/12 5:15 PM

مناسک حج ایک نظر میں

تلبیہ

لبّیک اللھمّ لبّیک — لبّیک لاشریک لک لبّیک
انّ الحمد والنّعمۃ — لک والملک لاشریک لک

	ظہر (منیٰ میں)	عصر (منیٰ میں)	مغرب (منیٰ میں)	عشاء
حج کا پہلا دن: 8 ذوالحجہ	حالت احرام میں مکہ سے منیٰ کو روانگی ظہر سے پہلے پہنچنا سنت ہے			رات منیٰ میں قیام کریں۔
حج کا دوسرا دن: 9 ذوالحجہ	نماز فجر منیٰ میں ادا کر کے عرفات کو روانگی (زوال کے بعد وقوف عرفات)	ظہر اور عصر کی نماز ملا کر ادا کریں غروب آفتاب تک عرفات میں وقوف کریں	غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ روانگی مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھیں	رات مزدلفہ میں قیام کریں اور کنکریاں چن لیں
حج کا تیسرا دن: 10 ذوالحجہ	مزدلفہ میں نماز فجر اور وقوف کے بعد منیٰ کو روانگی	رمی (ظہر سے پہلے) جمرۃ العقبہ	قربانی کریں اور سر کے بال منڈوالیں یا ترشوالیں	طواف زیارہ اور سعی کیلئے مکہ روانگی رات واپس آ کر منیٰ میں قیام کریں
حج کا چوتھا دن: 11 ذوالحجہ	طواف زیارت (اگر کل نہ کیا ہو) منیٰ میں رمی (زوال آفتاب کے بعد)	رمی پہلے جمرۃ اولیٰ پھر جمرۃ وسطیٰ	آخر میں جمرۃ العقبہ	رات منیٰ میں قیام کریں
حج کا پانچواں دن: 12 ذوالحجہ	منیٰ میں رمی (زوال آفتاب کے بعد)	پہلے جمرۃ اولیٰ پھر جمرۃ وسطیٰ	آخر میں جمرۃ العقبہ	مغرب سے پہلے مکہ مکرمہ روانگی (اختیاری)
حج کا چھٹا دن: 13 ذوالحجہ (اختیاری)	منیٰ میں رمی (زوال آفتاب کے بعد)	مکہ مکرمہ روانگی		

ملاحظات

طواف زیارت کا وقت 10 ذوالحجہ کی فجر سے 12 ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے

قارن اور متمتع پر قربانی واجب ہے مفرد کے لئے قربانی مستحب ہے

وطن روانگی سے پہلے طواف وداع کرنا ہوگا۔

افعالِ تمتع

جبکہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو

1	احرامِ عمرہ	رکن
2	طوافِ عمرہ	رکن
3	سعی عمرہ	رکن
4	سرمنڈوانا / بال ترشوانا	واجب
5	8 ذوالحجہ احرام حج	رکن
6	وقوف عرفات	رکن
7	وقوف مزدلفہ	واجب
8	رمی جمرہ العقبہ	واجب
9	قربانی	واجب
10	سرمنڈوانا / بال ترشوانا	واجب
11	طواف زیارت	رکن
12	سعی حج	رکن
13	رمی جمار	واجب
14	طواف وداع	واجب

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی۔ کویت

10/17/12 5:15 PM
45 OCTOBER 2012 Folder.indd 2

كيف تحج وأنت في بلدك؟



2

رسالة من سيرة سيدنا ابراهيم عليه السلام



10

محبة النبي ﷺ ومتطلباتها



12

الحياة السعيدة



18

مصباح

ماہنامہ

شمارہ اکتوبر ۲۰۱۲ء بمطابق ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

سرپرست اعلی

محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی

خالد عبداللہ السبع

ایڈیٹر

صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر

اعجاز الدین عمری

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

رابطہ کا پتہ

پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت

فاکس : 22400057

فون نمبر : 22444117 EXT. 104,160

ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.misbahmagazine.com

ہاٹ لائن رابطہ

97266691

ناشر

لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 1 10/17/12 5:16 PM

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی

ابھی ہم حج کے ایام سے گذر رہے ہیں، اور عازمین حج کے قافلے دنیا کے کونے کونے سے بیت اللہ کی طرف رواں دواں ہیں، کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو حج کی سعادت نصیب ہورہی ہے، ایک ارب 60 کروڑ سے زائد مسلمانوں میں سے تقریباً 20 لاکھ مسلمان ہی ہر سال حج پر جانے کا شرف حاصل کر پاتے ہیں، ہر مسلمان کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اسے ضیوف الرحمٰن میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہو، اسے طواف کعبہ، صفا و مروہ کی سعی، وقوف عرفہ، اور رمی جمرات کا موقع ملے، وہ ان لوگوں میں شامل ہوجائے جن کی عرفات میں گردنیں آزاد ہوتی ہیں، وہ ان لوگوں جیسے بن جائے جو گناہوں سے پاک وصاف ہوکر گھر لوٹتے ہیں۔ وہ اللہ جو اپنے بندوں سے اتنا پیار کرتا ہے جتنا ایک ماں بھی اپنے شیر خوار بچے سے پیار نہیں کرتی، آخر اس رحیم وکریم ذات کے تئیں یہ کیسے خیال کیا جاسکتا تھا کہ وہ ان بندوں کو حج کے ثواب سے محروم رکھتا جو مالی کمزوری کے باعث حج کے لیے نہ جاسکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے ایسے ہی نیک بندوں کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے انہیں کچھ ایسے اعمال دیئے جن کی وہ بجا آوری کر کے اپنے وطن میں ہوتے ہوئے حج کا اجر وثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی نئے اعمال نہیں ہیں بلکہ وہی عبادات ہیں جن کو ہم میں سے اکثر لوگ شب وروز کی زندگی میں انجام دیتے ہیں، البتہ ان کی انجام دہی کے وقت ذہن ودماغ میں ان کے بے پناہ اجر وثواب کا احساس پیدا نہ ہونے کے باعث ہم ان کا کما حقہ اہتمام نہیں کر پاتے، لیکن جب سال میں خیر کے مواسم آتے ہیں تو ان میں اپنے اندر شعوری ایمان پیدا کرنے اور ان کا خیر وخوبی سے استقبال کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ دلوں کا تزکیہ ہوسکے، گناہوں سے سچی توبہ کرسکیں اور نیکیوں سے دامن مراد بھر سکیں، آپ جانتے ہیں کہ ابھی ہمارے سروں پر ذوالحجہ کا مہینہ سایہ فگن ہے، جس کا پہلا عشرہ سال کے سارے دنوں میں علی الاطلاق سب سے افضل اور سب سے عظیم ہے، جس میں نیک اعمال اللہ ﷻ کو اس قدر محبوب ہیں کہ اللہ کی راہ میں جہاد بھی ان دنوں کی نیکیوں کے ہم مثل نہیں سوائے اس مجاہد کہ جو جان ومال لے کر نکلا اور شہادت سے ہمکنار ہوا (بخاری)، اللہ پاک نے جس کی عظمت کی قسم کھائی ہے اور پیارے نبی ﷺ نے 'أفضل ایام الدنیا' 'أعظم الایام' 'أحب الی اللہ' کے الفاظ میں اس کے فضائل بیان کئے ہیں، یہاں تک کہ علمائے اسلام کے درمیان یہ بحث چھڑی کہ عشرہ ذی الحجہ افضل ہے یا رمضان کا آخری عشرہ؟ ان ایام میں افضل کون ہیں ان کی تحدید بروقت ہمارا مدعا نہیں ہم تو محض یہ احساس پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ابھی ہم جن دنوں سے گذر رہے ہیں وہ بڑے افضل ایام ہیں

لیکن افسوس کہ عشرہ ذی الحجہ کے تئیں ہمارے معاشرے میں اب تک صحیح شعور پیدا نہ ہوسکا ہے، اور ہماری اکثریت ان دنوں سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کر پاتی ہے، جس کی ایک وجہ تو یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ پاک نے ان دنوں میں عام لوگوں پر کوئی خاص عبادتیں فرض نہیں کی ہیں بلکہ بندے کے اختیار میں چھوڑ دیا ہے کہ مختلف اعمال صالحہ کی انجام دہی کر کے ان ایام کے برکات سے مستفید ہوں، اور دوسری بنیادی وجہ ائمہ مساجد، خطبائے کرام اور داعیان عظام کی ان دنوں کے تئیں بے توجہی ہے کہ وہ حج وقربانی کے فلسفہ اور مسائل پر گفتگو تو کرتے ہیں تاہم ان ایام کے فضائل پر لب کشائی نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر ماہ رمضان کو لیجئے کہ ہمارا ذہن اسکے استقبال کے لیے اس لیے تیار ہوتا ہے کہ مسلم معاشرہ اس ماہ مبارک کے تئیں باشعور ہے، خطباء ومقررین بھی عوام کے سامنے ان ایام کے فضائل بیان کرتے ہیں اور خود اللہ پاک نے ان دنوں میں روزے فرض کئے ہیں جن کی وجہ سے روحانیت کا ماحول خود بخود بن جاتا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ اس طرح کے مواسم خیر جو ہماری بے توجہی کا شکار ہیں انہیں مسلم معاشرے میں عام کیا جائے، اس مناسبت سے خاص تربیتی کورسیز رکھے جائیں، لوگوں کے سامنے عشرہ ذی الحجہ کے فضائل بیان کئے جائیں، معاشرے میں عملی بیداری لانے کی سنجیدہ کوشش کی جائے، ایک دوسرے کو ان دنوں کا خاص اہتمام کرنے کی نصیحت کی جائے، ہر آدمی اپنے اپنے گھر میں بچوں اور اہل خانہ کو ان دنوں کی اہمیت بتائے اور ایمانی تربیت کا روحانی ماحول بنائے تاکہ سنت کا احیاء ہو اور بدعت کا استیصال ہوسکے۔

ہاں تو اگر ہمیں حج پر جانے کی سعادت حاصل نہ ہوسکی ہے تو آیئے ایسے افضل ایام میں چند آسان عبادات کی جانکاری حاصل کرتے ہیں جن کو انجام دے کر ہم سفر کئے بغیر، وقت اور محنت صرف کئے بغیر حج کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں، تو لیجئے ذیل کے سطور میں ایسے ہی چند اعمال کی نشاندہی کی جارہی ہے، البتہ خیال رہے کہ ان اعمال کی بجا آوری سے حج کا ثواب ضرور ملے گا تاہم فریضۂ حج ساقط نہیں ہوسکتا:

- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے باجماعت نماز فجر ادا فرمائی، پھر بیٹھ کر ذکر میں لگا رہا یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہوگیا، پھر دو رکعت نماز ادا کر لی تو اسے ایک حج اور عمرے کا مکمل ثواب ملے گا''۔ (رواہ الترمذی وحسنہ الالبانی فی الصحیحۃ 3403)
- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے لیے چل کر گیا یہ حج کے جیسے ہے''۔ (ابوداؤد وحسنہ الالبانی فی صحیح ابی داؤد 567)

خواتین بھی مردوں کو نماز باجماعت کی ترغیب دلا کر اس اجر کی حقدار بن سکتی ہیں کہ خیر کی رہنمائی کرنے والے کو انجام دینے والے کا سا اجر ملتا ہے۔

- فقرائے مہاجرین نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اہل ثروت حج وعمرہ کرتے ہیں اور ہم حج وعمرہ نہیں کر سکتے جس سے وہ اجر وثواب میں ہم پر فوقیت لے جاتے ہیں، آپ نے حل بتایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمدللہ اور 33 مرتبہ اللہ اکبر کہہ لے اسے حج کرنے والے کا ثواب ملے گا''۔

(أخرجہ الالبانی فی صحیح الجامع 2626)

- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مسجد گیا وہ کوئی اچھی بات سیکھنا چاہتا یا سکھانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے ایک مکمل حج کرنے والے حاجی کا ثواب ملتا ہے''۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر وھو فی صحیح الترغیب والترھیب 86 وقال عنہ الألبانی: حسن صحیح)

یہ ہیں چند ایسے اعمال جن کو انجام دے کر ایک آدمی اہل خانہ کے بیچ وطن میں رہتے ہوئے حج کا ثواب حاصل کر سکتا ہے، تو پھر دیر کس بات کی، عظمت وفضیلت والے ان ایام کو غنیمت جانیں اور ان میں اپنے وطن میں رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ حج وعمرہ کا اجر وثواب حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ ؎

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

صفات عالم محمد زبیر تیمی
safatalam12@yahoo.co.in

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 2 10/17/12 5:16 PM

صفات عالم تیمی (کویت)

تفسیر آیت الکرسی (۲)

﴿اللّٰہُ لاَ إِلٰـہَ إِلاَّ ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ لاَ تَأْخُذُہُ سِنَۃٌ وَلاَ نَوْمٌ لَّہُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الأَرْضِ مَن ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہُ إِلاَّ بِإِذْنِہِ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ أَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلاَ یُحِیْطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہِ إِلاَّ بِمَا شَاء وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ یَؤُودُہُ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾(سورۃ البقرۃ 255)

ترجمہ: ''اللہ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین وآسمان کی تمام چیزیں ہیں، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو اس کے سامنے ہے اور جو اس کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین وآسمان کو گھیر رکھا ہے، وہ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔''

تشریح: آیت الکرسی میں اللہ ﷻ کی ذات وصفات اور جلالت شان کا مکمل تعارف آ گیا ہے، آیت کا آغاز لفظ 'اللہ' سے ہوا جس کا اطلاق اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہوسکتا، وہی اللہ عبادت کا مستحق ہے اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کی جاسکتی، اور عبادت ہر وہ ظاہری وباطنی اقوال وافعال ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکاۃ، دعا، استغاثہ، رکوع، سجدہ، قربانی، نذر ونیاز وغیرہ جنہیں صرف اللہ ﷻ کے لیے انجام دینا ضروری ہے۔ اسکے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کی جاسکتی، اسکے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا نہیں جاسکتا۔ یہی وہ پیغام ہے جس سے نبی پاک ﷺ اپنی دعوت کا آغاز کرتے ہیں اور اپنی حیات طیبہ کے آخری لمحات تک اسکی یاد دہانی کراتے ہیں: ''یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا''۔ (بخاری ومسلم)

اللہ ﷻ ہی ہماری عبادت کا مستحق کیوں ہے؟ اس لیے کہ وہ خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کی زندگی ازلی ہے، جس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا ہے، ہر چیز سے بے نیاز ہے، اور ہر مخلوق اس کی محتاج ہے، جن وانس اور فرشتے ایک لمحہ کے لیے بھی اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتے، جن وانس کی فرمانبرداری سے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا اور ان کی نافرمانی سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوسکتا، ہر طرح کے کمال سے متصف ہے، یہ اس کا کمال ہے کہ اُسے نہ کبھی اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جسے اونگھ اور نیند آتی ہو اسے تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے، بیماری اور موت سے دوچار ہوتا ہے اور اللہ کی ذات ایسے نقص سے بالاتر ہے۔ زمین وآسمان میں جتنی چیزیں ہیں خواہ عاقل ہوں جیسے فرشتے، انسان اور جن یا غیر عاقل جیسے حیوانات، نباتات اور جمادات' سبھوں کو اسی نے پیدا کیا، ہر ایک کو شمار کر رکھا ہے اور ان سب کا حقیقی مالک ہے۔ اس کی کمال عظمت ہے کہ اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کسی کی سفارش کرنے کی جرأت نہ ہوگی، اور اجازت کے بعد بھی سفارش ایسے ہی لوگوں کی کر سکتے ہیں جن کے عمل سے اللہ راضی ہوتی کہ ہمارے حبیب ﷺ بھی ایسے ہی لوگوں کی سفارش کریں گے جو موحدین میں سے ہوں۔ وہی ماضی مستقبل اور حال کا علم رکھتا ہے، ساری مخلوق کی حرکات وسکنات سے آگاہ ہے، جنگل میں ایک پتا گرتا ہے اسے بھی وہ جان رہا ہے، اور سمندر میں مچھلیاں کیا کرتی ہیں اس پر بھی وہ نگاہ رکھے ہوا ہے، وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھید سے بھی آگاہ ہے۔ بندوں کو اتنا ہی علم حاصل ہوسکتا ہے جتنا وہ انہیں عطا کردے، ہر طرح کی ایجادات واکتشافات اللہ کے عطا کردہ علم ہی کی رہین منت ہیں۔ اس کی کرسی آسمان وزمین کا احاطہ کئے ہوئی ہے، اور آسمان وزمین کی اس قدر عظمت کے باوجود وہ اس کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ اکتاتا ہے، اس کی ذات بہت بلند اور بہت بڑی ہے۔

اس آیت پر غور کرنے سے بندے کا ایمان تازہ ہوتا ہے، اس کا یقین مضبوط ہوتا ہے، اپنے رب سے اس کا تعلق مستحکم ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ خود کو اللہ کے علم اور اس کی نگرانی میں پاتا ہے، اس طرح اس کے اندر دین پر استقامت اور ثبات قدمی پیدا ہوتی ہے۔

مولانا مقصود الحسن فیضی (سعودی عرب)

کھیل کے شرائط

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : " لَا سَبَقَ إِلَّا فِی خُفٍّ أَوْ فِی حَافِرٍ أَو نَصْلٍ " .(سنن ابوداؤد: 2574، الجہاد– سنن الترمذی: 1700، الجہاد– سنن النسائی: 3612– سنن ابن ماجہ: 2878، الجہاد).

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انعامی مقابلہ جائز نہیں ہے مگر اونٹ دوڑ میں، گھڑ دوڑ میں اور تیراندازی میں۔''

تشریح: خالق کائنات نے انسان کی طبیعت کچھ ایسی بنائی ہے کہ وہ ایک طرز پر کام کرتے کرتے اکتا جاتا ہے، وہ سنجیدہ مزاجی اور جدیت سے نکل کر کچھ دل لگی کی بات کرنا چاہتا ہے یا یوں کہئے کہ وہ اپنے دینی ودنیوی فرائض سے الگ ہوکر کچھ ہنسی مزاح اور سیر وتفریح کے میدان میں آنا چاہتا ہے، جس کے لیے اسلام اسے چھوٹ دیتا ہے اور اسے اپنے جسم وروح کو آرام دینے کے مواقع فراہم کرتا ہے، لیکن اس کے لیے انسان کو بالکل آزاد نہیں چھوڑتا بلکہ کچھ حدود وقیود رکھتا ہے، کھیل سے متعلق اہل علم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں جو اصول رکھے ہیں ان میں سے اہم یہ ہیں:

[1] ہر وہ کھیل جس سے جہاد پر مدد لی جاسکے، اللہ تعالی کی عبادت اچھے طریقے سے کی جاسکے اور وہ کھیل اللہ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی پر مددگار ثابت ہو شریعت کی نظر میں مرغوب وپسندیدہ ہے۔

[2] اس کھیل کی وجہ سے کسی حرام کام میں واقع نہ ہو، یعنی یہ کھیل کھیلنے اور دیکھنے کی وجہ سے انسان کو کوئی حرام کام نہ کرنا پڑے جیسے مرد وزن کا اختلاط، شرم گاہ پر نظر پڑنا، بعض کھیلوں میں ران کو کھولے رکھنا وغیرہ اگر کھیل کھیلنے یا دیکھنے میں اس طرح کے کسی حرام کام میں پڑ جانے کا خوف ہے یا آپس میں حساسیت پیدا ہونے کا ڈر ہے تو وہ ناجائز ہوگا۔

[3] اس کھیل کے دیکھنے یا کھیلنے کی وجہ سے کوئی واجب نہ ترک ہو رہا ہو خواہ وہ واجب دینی ہو یا دنیوی۔ دینی واجبات جیسے نماز اور روزہ وغیرہ اور دنیوی واجبات کی مثال وہ ڈیوٹیاں ہیں جن پر تنخواہ اور مقابل لیتے ہیں، ان ڈیوٹیوں کو چھوڑ کر کھیل دیکھنا یا کھیلنا جائز نہ ہوگا۔

[4] وہ کھیل مقابلہ بازی کا نہ ہو، اس معنی میں کہ جیتنے والی ٹیم کو جیتنے کے عوض یا اچھے کھیل کے عوض اسے ایک متعینہ رقم یا کپ دیا جائے، اس لیے کہ انعامی مقابلہ صرف انہیں کھیلوں میں جائز ہے جس کی اجازت شریعت نے دی ہے جیسا کہ زیر بحث حدیث میں بیان ہوا ہے یعنی، گھوڑ سواری، تیراندازی وغیرہ، انہیں پر ہر اس کام کو قیاس کیا جاسکتا ہے جو جہاد فی سبیل اللہ یا دین کی دعوت وتبلیغ میں معاون ہوسکتے ہیں، جیسے حفظ قرآن یا کوئی بہترین مقالہ وغیرہ۔

[5] کھیل کا مقصد کھیل ہو، اس کے ذریعہ روزی کمانا، اسے دوستی کا معیار بنانا اس سلسلے میں فضول خرچی کرنا جیسے کھیل کے لیے ٹکٹ بیچنا یہ سارے کام اس کھیل کے حرام ہونے میں داخل ہوں گے۔

فوائد:

☆ اسلام کوئی جامد اور خشک مذہب نہیں ہے بلکہ ایک جامع اور شامل مذہب ہے۔

☆ مسلمان کو تفریح کے طور پر ایسے کام کرنے چاہئیں جو دین ودنیا میں مفید ہوں۔

☆ تیراندازی، گھوڑ سواری چونکہ ذاتی دفاع کا ذریعہ اور جہاد میں مفید ہے لہذا اس کا کھیل ایک کارثواب ہے۔

☆ جدید دور میں جو اسلحہ کفار کے خلاف جنگ میں استعمال ہوسکتا ہے اس کی تربیت حاصل کرنا تیراندازی میں داخل ہے۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 3 10/17/12 5:16 PM

عازمین حج کے نام

یہ راہ حق ہے سنبھل کے چلنا

ثمینہ ضیاء (کویت)
ziasamina@gmail.com

آپ کو حج کی سعادت نصیب ہو رہی ہے اس پر جتنا اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے، آخر اس دنیا میں کتنے مسلمان ایسے بھی ہیں جنھیں حج کی توفیق نصیب نہیں ہوتی اور کتنے مسلمان ایسے ہیں جو دل میں حج کی تمنا اور آرزو رکھتے ہیں لیکن ابھی ان کی آرزو پوری نہیں ہوئی، لہذا جو فریضہ آپ انجام دینے جا رہے ہیں اس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

آپ اک مبارک سفر پر جا رہے ہیں، مسافر بھی مبارک منزل بھی مبارک، اس مبارک سفر کو مقبول بنانے کے لیے آپ کے حج کی صحیح ادائیگی کیسے ہوگی اس کا اہتمام کریں۔ زندگی میں ایک بار حج فرض ہے، اس کی خوب سوچ سمجھ کر پلاننگ اور تیاری ہونی چاہئے۔ حج اور تقوی کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ حج کا حاصل تقوی ہے، حج کا سفر یہ نہیں ہے کہ جہاں سے زندگی چھوڑی تھی واپس آکر وہیں سے شروع کر دیا۔

حج نام ہے تبدیلی کا، تربیت کا، حاجی کا ٹائٹل لگانا آسان کام نہیں، اس ٹائٹل کا بھرم رکھنا ہوگا، حدیث مبارکہ ہے ''جس بندے نے حج کیا، حج کے دوران زبان کو فحش اور بیہودہ باتوں سے پاک رکھا اور کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر جاتا ہے گویا کہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے اس دنیا میں آیا ہو'' (بخاری، مسلم) یہ گویا کہ ایک خوشخبری ہے لیکن کن لوگوں کے لیے؟ جو سوچ سمجھ کر پلاننگ کر کے سفر حج پر نکلتے ہیں، اگر حج کے بعد بھی غصہ، اشتعال، جھوٹ، کینہ، بدمزاجی اور صبر کا فقدان رہا تو گویا حج میری تربیت نہیں کر سکا، مجھے جنت کا مسافر نہ بنا سکا، جیسا کہ حدیث مبارکہ سے پتا چلتا ہے۔ ''حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہے'' (بخاری، مسلم)

سفر حج میں ایک خاص مقام آجاتا ہے جہاں آپکی مرضی اور خواہش نہیں چلے گی، اب آپ ایک خاص حد میں داخل ہو چکے ہیں جہاں سے آپکو حدود حرم میں داخل ہونا ہے، آپ کا ہر قدم مکہ کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں سے احرام باندھے بغیر آپ آگے نہیں بڑھ سکتے، سادگی کے ساتھ مختصر زاد راہ اور فقیرانہ انداز کے ساتھ آپ چل پڑتے ہیں، مطلب یہ کہ پہلے جو کچھ تھے وہ تھے لیکن اب مالک کے دربار میں جانے کے لیے عاجزی اختیار کریں، ظاہر میں بھی باطن میں بھی۔ یہ مبارک سفر نیت سے شروع



ہوتا ہے اور احرام کی شرائط کے ساتھ آگے بڑھتا ہے، یعنی اے اللہ! میں تیری خاطر حلال اور جائز کاموں سے بھی رکتا ہوں۔ یہیں سے تربیت کا کام شروع ہو جا رہا ہے۔

اگر حج کے سفر کو ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو اس کا مفہوم صرف صبر۔ صبر۔ صبر۔ نکلتا ہے۔ یہ تو اخلاقی تربیت ہوئی اس کے ساتھ ساتھ یہ یاددہانی بھی ہوتی رہتی ہے کہ اسی طرح ایک دن آخرت کا بھی سفر کرنا ہے اسی فقیرانہ اور عاجزانہ لباس میں۔

خوش نصیب مسافرو! مبارک ہو اللہ کی میزبانی کا شرف، بہت بہت مبارک ہو، سنو!

یہ راہ حق ہے سنبھل کے چلنا
یہاں ہے منزل قدم قدم پر

صرف حج کے ارکان و فرائض ہی کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ ہر لمحہ اللہ کی ناراضگی سے بچنے کی بھی فکر غالب ہو، حج کے لیے نکلتے وقت اور تیاری کے دوران ہمارے ذہنوں میں بہت ساری باتیں ہوتی ہیں کچھ مسئلے مسائل سمجھنے ہوتے ہیں، دعاؤں کو یاد کرنے اور جمع کرنے کی فکر ہوتی ہے۔ لیکن ایک بات نہیں بھولنی چاہیے کہ حج کے سلسلے میں قرآن ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے: اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج**..... (سورۃ البقرۃ 197)

''پھر جو ان دنوں میں حج کا ارادہ کر لے وہ نہ بے حیائی کرے اور نہ گناہ کا ارادہ کرے اور نہ جھگڑا کرے''۔

آیئے حج کے سلسلے کی رہنمائی پر غور کریں:

لا رفث: بے حیائی (جذبات میں تحریک پیدا کرنے والے اعمال) شہوانی فعل، بے حجابی، بے پردگی، ازدواجی تعلق، باریک لباس، فحش گفتگو، سرعام بے پردہ پھرنا۔

لافسوق: اللہ کی نافرمانی (وہ کام جو گناہ ہیں) غیبت، جھوٹ، ریاکاری، فضول گوئی، مذاق اڑانا، حق تلفی، لعن طعن، ناانصافی، فرائض سے غفلت و کوتاہی۔

لا جدال: لڑائی جھگڑا (اسباب نزاع) گھروں سے دوری، محدود وسائل، تنگ دلی، خودغرضی، نفس پرستی۔

یہ حج کے سلسلے کی سب سے پہلی رہنمائی ہدایت اور تربیت ہے قرآن کی گویا کہ جو چیزیں حج کی قبولیت میں رکاوٹ ہیں ان کی بھی فکر کرو۔

عازم حج سے تو اللہ نے فرما دیا کہ حج کا بہترین زاد راہ تقوی ہے: **وتزودوا فان خیر الزاد التقوی** (سورۃ البقرۃ 197) ترجمہ: ''اور زاد راہ ساتھ لے جاؤ، بہترین سامان اللہ کی نافرمانی سے بچنا ہے۔''

حج کے مبارک سفر میں جانے سے پہلے کچھ باتوں کو سوچ سمجھ کر پلان کریں تاکہ حج کے بعد ان کے اثرات ہماری زندگی سے ختم نہ ہو جائیں۔ حج میں جانے کا سفر للّٰہیت سے بھرپور ہونا چاہیے اور واپسی کے سفر میں اللہ کا رنگ غالب نظر آنا چاہیے، اور اللہ کا رنگ تقوی ہے نافرمانی سے پرہیز ہے۔

حج کیسے کرنا چاہئے اس کی رہنمائی کے لیے تو آپ کو بیشمار کتابیں مل جائیں گی۔ لیکن حج کے فوائد کیسے حاصل کرنے ہیں؟ اس کے بعد کیا کرنا ہے؟ ان باتوں کی رہنمائی ہمارا دل کرے گا ہم خود کریں گے؛ حج سے پہلے کی زندگی اور حج کے بعد کی زندگی میں فرق نظر آنا چاہیے۔ حج کے اثرات تو حج کے بعد نظر آئیں گے۔

حج کا مبارک سفر جس اللہ کی خاطر کیا، گھر اور بچے جس ہستی کی خاطر چھوڑے، جس اللہ کی خاطر طواف وسعی کی، منی عرفات و مزدلفہ گئے، جس سے رو رو کے معافی مانگی۔ یہ ارادہ مضبوط کر لیں کہ اسی اللہ سے زندگی بھر مانگنا ہے۔ عقیدے کی کمزوری نہیں ہونے دینی ہے۔ کسی بھی زندہ یا مردہ انسان کی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر غالب نہیں آنے دینا ہے، اسی خاص مقصد کی خاطر ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور مکہ کو آباد کیا تھا اور اسی مقصد کی خاطر رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت کی تھی۔

جس طرح حج کے دوران بھاگ بھاگ کر سارے ارکان پورے کرنے کی فکر کی تھی تاکہ اللہ راضی ہو جائے، اسی طرح حج کے بعد بھی اللہ کو راضی رکھنا ہے۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 4 10/17/12 5:16 PM

شکیل احمد سلفی (ایڈیٹر 'الہدیٰ'۔انڈیا)
shakeelahmadsalfi@yahoo.com

بچوں کے قاتل

کبھی کبھار اخبارات میں ایسی خبریں آتی ہیں کہ کسی باپ نے شراب کے نشہ میں اپنے بیٹے کو قتل کر دیا یا مفلسی سے تنگ آ کر زہر دے کر مار دیا۔ اس طرح کی خبریں سامنے آنے کے بعد ہر طرف سے قاتل باپ کے خلاف نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لیکن قتل اولاد کی ایک صورت اور بھی ہے اور یہ وہ صورت ہے جس میں قاتل کو نفرت کی بجائے بنظر تحسین دیکھا جاتا ہے اور خود قاتل بھی فخر کا احساس کرتا ہے۔ اکبر الہ آبادی مرحوم نے جب کہا تھا کہ:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

تو ان کے پیش نظر قتل کی یہی صورت تھی۔ یہ جسمانی قتل نہیں ہے بلکہ روحانی قتل ہے، یہ ایمان وعقیدہ کا قتل ہے۔ اکبر کے زمانہ میں قتل کی اس شکل نے رواج تو پا لیا تھا لیکن اس کا دائرہ اس قدر وسیع نہیں ہوا تھا جتنا آج ہے۔

مسلمانان ہند نے کچھ اپنی غفلت اور سستی اور کچھ حالات کے جبر کے نتیجہ میں تعلیم پر وہ توجہ نہیں دی جو دینی چاہیے تھی۔ لہٰذا وہ کوئی ایسا ڈھانچہ تیار کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے جس میں اُن کی نسلیں دین سے وابستگی کے ساتھ عصری علوم میں مہارت حاصل کر سکیں۔ دینی اور عصری علوم کی تفریق نے صورت حال کو مزید پیچیدہ بنا دیا۔ ایک طبقہ دینی تعلیم کے حصول کو بے معنیٰ اور مخصوص لوگوں کا وظیفہ سمجھتا رہا تو دوسرے طبقہ نے عصری علوم کو شجر ممنوعہ بنا دیا۔ اس متضاد فکری رویہ نے مسلمانان ہند کو شدید نقصان پہنچایا۔ وہ طبقہ جس نے دینی علوم کو عزیز جانا اور خود کو اسی دائرہ میں محدود رکھا، عصری علوم حاصل کرنے والوں اور عصری تعلیمی اداروں سے اس کا رشتہ استوار نہ رہ پایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ادارے اور ان سے وابستہ افراد مذہب کی گرفت سے آزاد ہو گئے اور اگر دل سے مسلمان رہے بھی تو ان کا دماغ غیر اسلامی فکر کا حامل بن گیا۔ اس طبقہ کی بڑی تعداد اُن عصری اداروں سے الحاد و دہریت اور آزاد خیالی کے جراثیم لے کر نکلی اور سیکولر و مغربی نظریات کو ہی اعلیٰ وارفع اور قابل وقعت سمجھنے لگی۔ اس کے جو مہلک اثرات مسلم معاشرہ پر پڑے اس سے ہم سب واقف ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ مسلمانوں نے اس کے تدارک کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے 1857ء اور پھر آزادی کے بعد کے مخصوص حالات میں صورت حال کی سنگینی کو محسوس کیا اور متعدد اقدامات کئے۔ لیکن یہ اقدامات اپنا تسلسل برقرار نہ رکھ سکے اور جس مربوط اور منظم انداز میں اس کے لئے جد وجہد جاری رہنی چاہیے تھی وہ نہ رہ سکی۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا جب پورے ملک میں، خواہ شہر ہوں یا دیہات، ابتدائی تعلیم کے لئے چھوٹے چھوٹے مدارس اور مکاتب کا جال بچھا ہوا تھا اور وہاں سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہی طلبہ عصری تعلیمی اداروں کا رخ کرتے تھے۔ ان مکاتب کا کمال یہ تھا کہ یہ بہت کم عرصہ میں طلبہ کو اسلام کی بنیادی فکر سے روشناس کرا کے ان کے دلوں میں اسلامی عقائد و اخلاق کی جڑیں اتنی مستحکم کر دیتے تھے کہ آگے چل کر کسی بھی ماحول میں رہتے ہوئے ان سے دین بیزاری کا خطرہ بڑی حد تک ختم ہو جاتا تھا۔

لیکن آج صورت حال بالکل بدل چکی ہے۔ اب ہر طرف انگلش میڈیم اسکولوں کا جال پھیلا ہوا ہے اور بچوں کو ابتدا سے ہی ان اسکولوں میں بھیجا جانے لگا ہے جہاں کے ماحول میں اللہ اور رسول کا نام بھی نہیں سنا جاتا۔ مگر پھر بھی لوگ بڑی بڑی رقمیں دے کر اپنے بچوں کو ان اداروں میں داخل کرانا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر ادارے عیسائی مشنریز کے زیر انتظام چلتے ہیں جہاں بچے مسیح کی تصویر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں، جہاں مخلوط تعلیم کا رواج ہوتا ہے اور لڑکیوں کے لئے ایسے یونیفارم کا انتخاب کیا جاتا ہے جس میں ٹانگیں کھلی ہوتی ہیں اور اسی کو تہذیب و شائستگی کی علامت قرار دیا جاتا ہے، جہاں فحاشی وعریانی کا نام تہذیب ہے اور جہاں پردہ اور نقاب کی تضحیک کی جاتی ہے اور ان کا استعمال کرنے والوں کو رجعت پسند قرار دیا جاتا ہے، جہاں اسلامی تہذیب و تاریخ کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور جہاں مسلم بچوں کو اپنے مذہب کے تئیں احساس کمتری کا شکار بنایا جاتا ہے۔

اب اگر کسی بچہ کو عمر کے تیسرے چوتھے سال میں ہی ایسے اسکولوں میں داخل کرا دیا جائے تو یہ سمجھنا دشوار نہیں ہے کہ اس پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ اس طرح کے اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جسے دسویں اور بارہویں کلاس پاس کر لینے کے باوجود قرآن مجید پڑھنا نہیں آتا، اسے دعائیں بھی یاد نہیں ہوتیں اور اسلامی اخلاق و آداب سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ ان تعلیمی اداروں سے جو بچے تعلیم پا کر باہر نکلتے ہیں ان میں ایک اچھی خاصی تعداد ان کی ہوتی ہے جو نسلی مسلمان تو ہوتے ہیں لیکن شعوری مسلمان نہیں ہوتے۔ یہ صورت حال اس نسل کی ہے جس کے والدین اللہ کے فضل سے مذہبی ماحول سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب ذرا تصور کیجئے کہ مذہبی ماحول کے پروردہ والدین کے بچوں کی یہ صورت حال ہے تو اس کے بعد آنے والی نسل کا کیا حال ہوگا۔ وہ ان اداروں سے فارغ ہو کر منفعت بخش ملازمتیں تو حاصل کر سکتے ہیں کہ یہی اس کا منتہائے مقصود ہے لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے وہ اپنے اور اپنے معاشرے کے لئے نہ صرف غیر مفید ثابت ہوں گے بلکہ سنگین خطرات کا باعث بھی بنیں گے۔ یہ اتنا سنگین مسئلہ ہے کہ اگر فوراً اس کے سد باب کی کوشش نہ کی گئی تو آنے والی نسل کا رشتہ مذہب سے بالکل منقطع ہو جائے گا اور وہ رسمی مسلمان بھی باقی نہیں رہیں گے۔ پھر نہ جانے کتنے سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جنم لیں گے اور مذہب کا مذاق اڑائیں گے۔

راقم سطور نہ صرف یہ کہ عصری تعلیم کا مخالف نہیں ہے بلکہ اس کے ناقص خیال میں مسلمانوں پر اس کا حصول واجب ہے۔ موجودہ دور میں اس سے بے نیازی خودکشی کے مترادف ہوگی۔ ان سطور کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان اپنے بچوں کے لئے عصری علوم کے ساتھ ایسی تعلیم کا بھی لازماً بندوبست کریں جو انہیں مسلمان باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بعد انہیں جو بھی تعلیم دی جائے ان شاء اللہ اس کے اثرات مفید ہی ہوں گے۔ شاعر مشرق کہہ گئے ہیں:

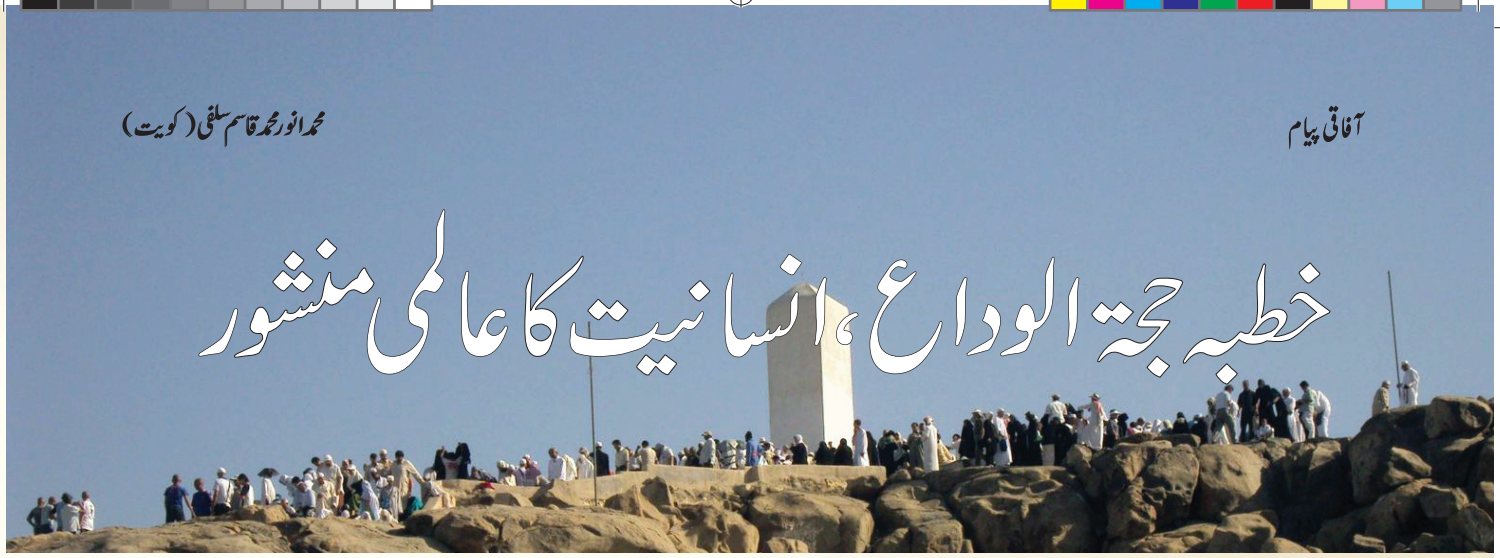
دل میں ہو لا الہ تو کیا خوف — تعلیم ہو گو فرنگیانہ

اپنے بچوں کو مسلمان باقی رکھنے اور انہیں احساس کمتری اور مرعوبیت کے حصار سے نکالنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان خود بڑی تعداد میں معیاری اسکول قائم کریں۔ (باقی صفحہ 16 پر)

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 5 10/17/12 5:17 PM

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

خطبہ حجۃ الوداع، انسانیت کا عالمی منشور



حجۃ الوداع کے موقع سے میدان عرفات میں آپ ﷺ نے اپنی امت کو جو خطاب فرمایا تھا اس کی اہمیت اس لیے بھی تھی کہ امت کے اتنے بڑے جم غفیر سے یہ آپ ﷺ کا آخری خطاب تھا، آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے، اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس کی نکیل تھامے ہوئے تھے، اس کا لعاب انکے کندھے پر بہہ رہا تھا، آپ ﷺ نے انہیں لوگوں کو خاموش کرانے کا حکم دیا، جب انہوں نے مجمع کو خاموش کرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو! میری بات سن لو! کیونکہ میں نہیں جانتا، شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی نہ مل سکوں۔ تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی، رواں مہینے کی، اور اس شہر کی حرمت ہے۔ سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی، جاہلیت کے خون بھی ختم کر دئے گئے، اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم کر رہا ہوں، وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون ہے..... یہ بچہ بنوسعد میں دودھ پی رہا تھا کہ ان ہی ایام میں قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا..... اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا، اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارے کا سارا سود ختم ہے۔ ہاں عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو آنے نہ دیں جو تمہیں گوارا نہیں، اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو، لیکن سخت مار نہ مارنا، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں معروف کے ساتھ کھلاؤ۔ اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے، اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔'' (مسلم)

''لوگو! یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور خوشی خوشی اپنے مال کی زکاۃ دینا، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ایسا کروگے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوگے۔'' (ابن ماجہ، ابن عساکر، رحمۃ للعالمین 1/263)

''اور تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہوگے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہ''۔ (مسلم)

اس کے بعد یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا''۔ (مائدہ:3) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی تو رونے لگے، دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: اس لیے کہ کمال کے بعد زوال ہی تو ہے۔ (بخاری) خطبہ کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور پھر اقامت کہی، اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز قصر کر کے پڑھائی، پھر اقامت کہی گئی تو عصر کی نماز قصر پڑھائی۔

خطبۂ یوم النحر

حضرت ابوبکرۃ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو خطبہ دیا، جس میں ارشاد فرمایا:

''زمانے کی گردش آج ٹھیک اسی مقام پر پہنچ چکی ہے، جس دن کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، جن میں سے چار حرمت والے ہیں، تین مہینے پے در پے آتے ہیں اور وہ ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا قبیلہ مضر کا ''رجب'' ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

آپ ﷺ نے یہ بھی پوچھا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اسکے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، لیکن پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، اس پر آپ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، مگر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ بلدہ (مکہ) نہیں ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: اچھا تو یہ دن کونسا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، لیکن پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن یعنی 10 ذی الحجہ) نہیں ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں؟

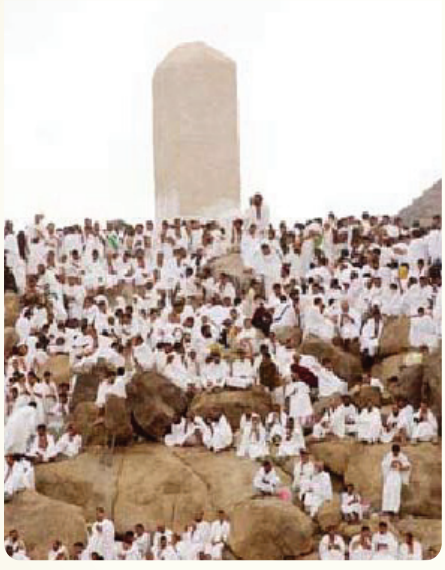
45 OCTOBER 2012 Folder.indd 6 10/17/12 5:17 PM

آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو سنو کہ تمہارا خون اور تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے۔ اور تم لوگ بہت جلد اپنے پروردگار سے ملوگے، اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا، لہٰذا دیکھو، میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہوجانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ بتاؤ کیا میں نے تبلیغ کردی؟ صحابہ ؓ نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ۔ جو شخص موجود ہے وہ غیر موجود تک میری باتیں پہنچادے، کیونکہ بعض وہ افراد جن تک یہ باتیں پہنچائی جائیں گی، وہ بعض موجودہ سننے والوں سے کہیں زیادہ ان باتوں کے دروبست کو سمجھ سکیں گے۔ (صحیح بخاری، باب الخطبۃ أیام منیٰ)

انسانیت کا عالمی منشور

رسول اکرم ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع سے یہ باتیں مستفید ہوئیں:

- بے گناہوں کے خون اور ناحق کسی کے مال کو ہتھیا لینے کی حرمت۔ اور اس میں انسانی جانوں، اور شخصی ملکیت کی حفاظت کا پیغام، اور ناکام اشتراکیت کا خاتمہ ہے جو ملحد کمیونزم کی ایک شاخ ہے، جس کے باطل ہونے کی حقیقت کو لوگ جان گئے اور اس سے چھٹکارا پانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، حتّٰی کہ انہوں نے اسکے دام تزویر سے نجات حاصل کرلیا۔
- زمانۂ جاہلیت میں کئے گئے تمام کاموں اور خون کا بطلان، اور یہ کہ اس دور کے قتل کا قصاص اب زمانۂ اسلام میں نہیں لیا جائے گا۔
- سود لینے اور دینے کی حرمت، اور یہ اصل مال پر کچھ زائد رقم لینے کو کہتے ہیں، چاہے وہ رقم کم ہو یا زیادہ۔
- لوگوں کو نیکیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے روکنے والے کیلئے ضروری ہے کہ اپنی ذات سے ابتدا کرے، جیسا کہ آپ نے سب سے پہلے اپنے خاندان کے بچے کے خون، اور اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب ؓ کے سود کو ختم کردیا۔
- حقوقِ نسواں کی حفاظت، اور انکے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت۔ جبکہ بے شمار احادیث مبارکہ میں عورتوں سے حسن سلوک کی تاکید آئی ہے، نیز اس میں انکے حقوق بیان کئے گئے ہیں، اور اس میں کوتاہی سے ڈرایا گیا ہے۔
- نکاحِ شرعی سے عورتوں کی عصمتوں کو حلال کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ فرمان باری ہے: ''تم اپنی پسند کی عورتوں سے نکاح کرو''۔ (النساء:3)
- بیوی کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص کو اپنے گھر میں داخل کرے، جسے اس کا شوہر پسند نہیں کرتا، چاہے وہ اجنبی مرد ہو، یا عورت۔ اگرچہ کہ وہ بیوی کا رشتہ دار ہی ہو، حتی کہ اس کے محارم میں سے بھی کیوں نہ ہوں۔ یہ ممانعت ان تمام لوگوں کو شامل کرلیتی ہے، جیسا کہ امام نوویؒ نے اپنی شرح مسلم میں ذکر کیا ہے۔
- شوہر کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اس وقت مارے جب کہ وہ مذکورہ باتوں میں اس کی مخالفت کرے، لیکن یہ مار سخت نہ ہو اور نہ ہی نشان ڈالنے والی ہو،



اور چہرے سے بچا جائے، اور نہ ہی چہرے کے عیوب ذکر کئے جائیں، اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت ہے، اس کو برا بھلا کہنا گویا رب العالمین کی خلقت میں عیب نکالنا ہے، جسکی احادیث میں نہی آئی ہے۔

- خطبہ میں کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھام لینے کا حکم ہے، جس میں مسلمانوں کی عزت ونصرت ہے، اور سنتِ رسول ﷺ کو مضبوطی سے پکڑ لینے کی ترغیب ہے جو دراصل قرآن کی تشریح ہے، اور یہ کہ جب بھی مسلمان ان دونوں سے بے اعتنائی برتیں گے ذلیل ورسوا ہوں گے، اور یہ بھی کہ آج مسلمانوں کی کمزوری کا سبب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دینا ہے، اور اللہ کی مدد انکے اس وقت تک شامل حال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ ان دونوں کی طرف رجوع نہ کریں۔
- صحابہ کرام ؓ کی گواہی کہ رسول اکرم ﷺ نے رسالت کو پہنچایا، امانت کو ادا کردیا اور امت کی خیر خواہی بدرجۂ اتم فرمائی۔
- رسول اکرم ﷺ کا آسمان کی طرف انگشتِ شہادت بلند کرکے اللہ تعالیٰ کو اس بات پر گواہ بنانا کہ آپ ﷺ نے اپنی رسالت کی امانت کو پہنچادیا، نیز اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اپنے عرش پر مستوی ہے۔
- خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کے اقوال افعال اور تقریر (رسول اکرم ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو اور اس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو) سے اعمال حج سیکھنے کا حکم ہے۔
- اس میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ آپ ﷺ جلد ہی اپنے صحابہ کرام ؓ کو الوداع کہہ کر اپنے رب کی رحمت میں چلے جانے والے ہیں۔
- خطبہ میں مسلمانوں کے خون، مال اور عزت وآبرو کی اہمیت بیان کی گئی ہے، اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی حرمت اللہ کے پاس شہر مکہ، خانہ کعبہ، ماہ ذی الحجہ اور یوم النحر کی طرح مقدس ومحترم ہے۔
- مسلمانوں کے درمیان آپسی قتل وخون اور خانہ جنگی سے ڈرایا گیا ہے، اور اسے کفر کا کام بتلایا ہے، لیکن اس جرم کے ارتکاب سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا، بلکہ مسلمان رہتے ہوئے کفریہ حرکت کا مرتکب ہوتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد میں ہے: ''مسلمان کو گالی دینا فسق وفجور کی علامت ہے، اور اس سے لڑنا کفر ہے''۔ (متفق علیہ)

بعض لوگوں نے کفر عملی کو کفر اعتقادی قرار دے کر، مسلمانوں کو کافر قرار دینے، اور کفر کے فتوے جاری کرنے کا کاروبار شروع کررکھا ہے، یہ سراسر بیہودہ کام، لغو حرکت اور شریعت کی نگاہ میں قابل نفرت جرم ہے، دوسروں کو کافر قرار دینے والوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کلمۂ کفر ان کی طرف لوٹ آئے اور اسی پر ان کا خاتمہ ہو۔ کفر اعتقادی اور کفر عملی میں فرق ہے، انسان کفر اعتقادی سے اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، جہاں تک کفر عملی کا معاملہ ہے اس سے مسلمان کافر نہیں ہوتا بلکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

☆☆☆

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 7 10/17/12 5:17 PM

قربانی: دین کا جامع تصور

محمد آصف اقبال
maiqbaldelhi@gmail.com

"اور ہم نے انھیں ندا دی کہ اے ابراہیم علیہ السلام! تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا، ہم وفادار بندوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلی آزمائش تھی"

(الصافات:104-106)

قربانی مختلف اوقات میں مختلف طرح سے دی جاسکتی ہے اور آزمائش بھی مختلف وقتوں میں الگ الگ انداز سے لی جا سکتی ہے۔ لیکن کامیابی ان ہی لوگوں کی مقدر بنتی ہے جو ہر حالت میں قربانی دینے والے اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہنے والے ہوں۔ پھر یہ کامیابی بس یہیں نہیں رک جاتی بلکہ اس کے اثرات آنے والی صالح نسلوں تک برقرار رہتے ہیں۔

قربانی وقت کی اہم ترین ضرورت:

امت مسلمہ آج جس دور سے گزر رہی ہے اِس دور میں ہر محاذ پر قربانی ادا کرنے والے مومنین کی ضرورت ہے۔ یہ قربانی کس طرح سے ادا کی جاسکتی ہے اور اللہ کی نصرت کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے اس کا مختصر تذکرہ کیا جارہا ہے۔ ممکن ہے ایک فرد کو ہر جہت پر قربانی ادا کرنے کی ضرورت ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک فرد چند حیثیتوں سے قربانی ادا کررہا ہو اور اس کے علاوہ دیگر محاذ پر دینے کی ضرورت ہو۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم کہاں اور کس حد تک قربانی دے رہے ہیں اور مزید کی کہاں ضرورت ہے۔ یہ محاذ اس طرح بیان کیے جاسکتے ہیں:

i) دنیا میں موجود عقائد ونظریات کو اسلامی تناظر میں سمجھنے اور ان سے نتیجہ اخذ کرنے کے لیے جس تگ ودو اور انتھک جدوجہد کی ضرورت ہے اس کے لیے اپنے وقت کی قربانی دینا۔

ii) اس سے قبل اس چیز کی قربانی کہ ہمیں اسلام کا جامع علم حاصل ہوجائے، اس کے لیے ہمیں اپنے شب وروز کے وقت میں سے ایک مخصوص وقت متعین کرنا اور ایک طویل منصوبہ بندی کے تحت اس میں بتدریج آگے بڑھتے جانا۔

iii) معاشرہ میں موجود رسم ورواج کو بس اسی حد تک اختیار کرنا کہ جو اسلامی معاشرہ کے قیام واستحکام میں مددگار ہوں اور ان تمام رسوم سے پرہیز کرنا جو اسلامی معاشرہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے ہوں۔ اس سلسلے میں کسی بھی طرح کے سمجھوتے اور لچک سے پرہیز کرنا اور اس پر قائم رہنا۔ یہ استحکام اسی وقت ممکن ہے جبکہ ہم اسلامی معاشرہ سے واقفیت رکھتے ہوں۔

iv) اسلام ایک مکمل نظام حیات رکھتا ہے اور وہ زندگی کے ہر چھوٹے اور بڑے معاملہ میں رہنمائی دیتا ہے۔ اس عقیدہ پر نہ صرف یقین رکھنا بلکہ جس مرحلے میں جب بھی معاملہ پیش آئے اس وقت اسلامی احکامات کو جاننا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا۔

v) اسلامی عبادات کو اختیار کرنا اور ان کو اپنی ذات، اپنے گھر، اپنے محلّہ اور جہاں تک ممکن ہو قائم کرنے کے لیے سعی وجہد کرنا۔

یہ پانچ باتیں ہیں جن پر عمل کے لیے قربانی کی ضرورت ہے۔ قربانی اس بات کا نام نہیں کہ بس جانور کو خرید کر ذبح کر دیا جائے بلکہ قربانی اس بات کا نام ہے کہ ظاہری اور باطنی ہر لحاظ سے قربانی کی روح اختیار کی جائے۔ توقع ہے اللہ تعالی ہماری قربانیوں کو قبول کرے گا اور ہمیں اپنے وفادار بندوں میں شامل کرے گا۔

قربانی ایک بتدریج عمل:

ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات نظر آتی ہے کہ جس عظیم قربانی کو انھوں نے ادا کر کے آئندہ آنے والی تمام نسلوں کے لیے ایک یادگار بنا دیا۔ پھر جس قربانی کو اللہ ربِ رحیم نے امت مسلمہ کے لیے ایک عبادت کی شکل میں طے کر دیا۔ یہ قربانی کا پہلا اور آخری مرحلہ نہیں تھا۔ اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی سراپا قربانی تھی۔ آپ نے اپنے گھر، اپنے خاندان، اپنے ملک، اپنے معاشرہ اور اس کے رسم ورواج، اپنے عقیدہ اور وقت کے نظریات تمام ہی چیزوں کی قربانی دی۔ پھر آپ علیہ السلام نے آتش نمرود میں کود کر اس بات کی وضاحت کر دی کہ دنیا میں اگر زندہ رہنا ہے تو اُس رب العالمین کے احکام پر عمل کرتے رہنا ہے جس نے زندگی عطا کی ہے۔ اور جب آپ علیہ السلام نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ زندگی اللہ ربِ رحیم کی مرضی کے مطابق ہی گزرے گی تو پھر ربِ اعلیٰ نے مزید امتحان لے ڈالا اور کہا کہ اپنے بیوی اور بچوں کو اس بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ آؤ جہاں اللہ کی رحمت کے سوا بظاہر کوئی آسرا نہیں۔ یہ امتحان پورا ہی کیا تھا کہ بڑھاپے کا سہارا، مومن بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دینے کی آزمائش سامنے لا ڈالی گئی اور آپ اس میں بھی ثابت قدم ٹھہرے۔ معلوم ہوا کہ بڑی قربانیاں چھوٹی قربانیوں کے ادا کرنے کے بعد دی جاتی ہیں اور جو بھی جس قدر بڑی قربانی میں ڈالا گیا اسی قدر اس کی منزلت بڑھتی گئی یہاں تک کہ وہ اپنے رب اعلیٰ سے جا ملا اور بشارت حقیقت میں تبدیل ہوگئی۔

اب غور فرمایئے کہ ہم نے اب تک کس درجے کی قربانی ادا کی ہے اور قربانی کے کن مراحل سے گزرے ہیں؟ یاد رہے کہ آزمائش اور قربانی ان ہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو اس کو ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

قبولیت قربانی:

قرآن حکیم کہتا ہے: "اور انھیں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ ٹھیک ٹھیک سنا دو۔ جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔ اس نے کہا: میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا: اللہ تو متقیوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے"

(المائدہ:28)۔

یہ ہے وہ معیار جس پر پورے اترنے والوں کی قربانی قبول کی جائے گی۔ جس میں ایک بات یہ کہ وہ متقی ہوں اور دوسری یہ کہ وہ قربانی دینے میں مخلص ہوں، اور یہ اخلاص ہر نہج پر ضروری ہے۔ سب سے پہلے ہم اللہ کے لیے مخلص ہوں، اپنے نبی کے لیے مخلص ہوں، اپنے دین کے لیے مخلص ہوں، اپنی امت کے لیے مخلص ہوں اور ان سب سے پہلے اپنی ذات کے لیے مخلص ہوں۔ ذات کے لیے مخلص، یعنی ہم اس بات پر یقین رکھنے والے ہوں کہ ہماری ذات کے ذریعہ انجام دیا جانے والا ہر عمل اللہ کی خوشنودی کے لیے ہی انجام دیا جائے گا اور ہر کام سے رکنا اس بنا پر ہوگا کہ اللہ ہم کو رکنے کا حکم دیتا ہے۔ اس تصور کے ساتھ انجام دی جانے والی ہر قربانی ان شاءاللہ قبول ہوگی اور وہ ہمیں دنیا وآخرت میں مقبولیت کی منزلیں طے کروائے گی۔ کہا کہ "اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 8 10/17/12 5:17 PM

ہیں جو عقلمند ہیں" (البقرہ:269)۔ مزید کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو: "عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے" (البقرہ:285)

پہلی خوبی: وہ عقل رکھتے ہیں، نہ صرف عقل رکھتے ہیں بلکہ عقل کا استعمال ان ہدایات کی روشنی میں کرتے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے نازل ہوئیں ہیں۔

دوسری خوبی: جب ان کے پاس نصیحت آجاتی ہے تو وہ اس کو قبول کرنے سے گریز نہیں کرتے، تذبذب میں مبتلا نہیں ہوتے، کاہلی اور تساہلی سے بچتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی قربانیاں قبول کی جاتی ہیں۔

تیسری خوبی یہ کہ ان لوگوں کو یقینِ کامل ہے کہ آخر کار اس زندگی کا اختتام ہونا ہے، آخرت کا دن آنا ہے، جزا اور سزا ملنی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ سے بخششیں طلب کرتے ہیں۔ پھر کہا کہ "اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہوسکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا اور وہ نیکوکار بھی ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے اور خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا تھا" (المائدہ:125)۔ یہ وہ کسوٹی ہے جس پر ہر فرد اپنی ذات اور اپنی عبادات کا مکمل جائزہ لے سکتا ہے۔ اور یہی وہ کسوٹی ہے جس پر پرکھ کر یہ بات بھی معلوم کی جاسکتی ہے کہ آیا ہماری عبادات قبول ہونے کے لائق ہیں یا نہیں! کہا کہ "زمین و آسمان کی ہر چیز کا اسے علم ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، سب اس کو معلوم ہے، اور وہ دلوں کا حال تک جانتا ہے" (البقرہ:33)۔

قربانی کا حکم تمام امتوں کے لیے:

ربِ حکیم فرماتا ہے: "ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کردیا ہے تاکہ (اس امت کے) لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو بخشے ہیں۔" (الحج:34)۔

معلوم ہوا کہ جس طرح نماز اور روزہ دوسری امتوں میں پر فرض رہے ہیں اسی طرح قربانی بھی امت مسلمہ سے قبل کی امتوں پر فرض کی جاتی رہی ہے۔ پس ہم وہی عبادات انجام دے رہے ہیں جو ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام انجام دیتے آئے ہیں۔ پھر یہ جانور جو اللہ رب العزت نے نوازے ہیں اور جن کے ذریعہ کھانے اور پینے کی چیزیں میسر آئی ہیں اور جو مال و دولت کو بڑھانے کا ذریعہ ہیں، کیونکہ یہ سب اللہ ربِ رحیم کی عنایت کردہ ہیں اس لیے لازم ہے کہ اس مال و دولت کو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کیا جائے۔ اب اگر مال و دولت کسی اور شکل میں ہو تو بھی اس قربانی کو ادا کرنے کے لیے جانور کی قربانی کی جائے اور اُس یاد کو ہر لحہ تازہ دم رکھا جائے کہ یہ عنایات اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ لہٰذا ان کا استعمال بھی اللہ کی رضا اور اس کی مرضی کے مطابق ہی ہونا چاہیے۔

ایمانی غذا کی فراہمی:

جس طرح ایک انسان کی رواں دواں زندگی کے لیے ضروری ہے کہ اس کو بھرپور غذا ملتی رہے ٹھیک اسی طرح ایک مسلمان کے دین، اس کی فکر، اس کی نظر اور اس کے اعمال کو صحیح رخ پر قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان ایمانی غذاؤں کا استعمال کرتا رہے جو اس کو وقتاً فوقتاً تقویت پہنچانے والی ہیں۔ یہ ایمانی غذا اس صورت میں حاصل ہوسکتی ہے جبکہ وہ اس کا شعوری طور پر اہتمام کرے۔ اس کے لیے جہاں دن میں پانچ مرتبہ اللہ رب العزت کے سامنے حاضری ایک ذریعہ ہے تو وہیں اللہ کا ذکر اور اس کی عبادات کو ہر لحہ بجالانا بھی معاون ثابت ہوتے ہیں۔ یہ اہتمام بندہ مومن خوشی اور غم کے ہر موقع پر کرتا ہے۔ یہی وہ عظیم مقصد ہے جس کی جانب یہ عیدالضحیٰ کا واقعہ بھی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے ذریعہ ایک جانب مسلمان اللہ ربِ اعلیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں، اس سے تعلق برقرار رکھنے اور اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرنے کا اظہار کرتے ہیں تو وہیں دوسری جانب اُن



لوگوں کے ساتھ مل کر عید کی خوشیوں کو تقسیم کرتے ہیں جو عام دنوں میں اس قدر سیر ہوکر کھانا نہیں پاتے جیسا کہ اس موقع پر صحت بخش غذا حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ موقع ہے جب کہ خوں بہانے اور خوشی منانے کے ساتھ ساتھ ایک عزم مصمم کا عہد کیا جاتا ہے۔ قربانی کے اعلیٰ ترین نمونہ کو یاد کیا جاتا ہے اور اپنی جان اور مال اور صلاحیتوں کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ یہ عہد صرف زبانی حد تک ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے اثرات انسان کے ظاہر و باطن دونوں پر پڑتے ہیں۔ اس طرح اقامت دین کی جدوجہد میں مصروف مسلمانوں کو قوت حاصل ہوتی ہے جو ان کے اندر خدا پرستی کی توانائیاں تازہ بہ تازہ داخل کرتی رہتی ہیں تاکہ وہ برابر چست رہیں، فعال رہیں اور ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے صراط مستقیم پر قائم ہوجائیں۔ کائنات اور اس کی ہر شے مستقل حرکت پذیر ہے اُس میں ٹھہراؤ نہیں اگر اس میں ٹھہراؤ آجائے تو یہ دنیا تباہ ہوسکتی ہے ٹھیک اسی طرح بندہ مومن ہر آن اپنے ایمان کو تازہ دم رکھنے میں متحرک رہتا ہے۔ یہی نشانی ہے اس بات کی کہ اس کی فکر اور اس کا عمل منجمد نہیں، اگر ایسا ہوا تو یہ اس کی ہلاکت اور بربادی کا نتیجہ ہوگی۔ بندہ مومن اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی سے استفادہ کرتا ہے کیونکہ آپ کی زندگی تحریکیت کی غماز ہے۔ آپ کے سامنے سیاسی حالات نے آنکھیں دکھائیں، وطنی مفاد آڑے آئے، وقت اور ماحول نے ساتھ دینے سے انکار کیا، مصلحتوں نے دامن پکڑا، مشکلات نے راستہ روکا، ہلاکتوں کا طوفان نمودار ہوا۔ لیکن آپ نے اپنی آواز میں کبھی کوئی پستی نہ آنے دی۔ بس یہ ثابت کرتا ہے کہ ہمارا عقیدہ جب تمام عقائد پر اثر انداز ہوتا ہے تو مسلمان کی راہ ہموار ہوتی ہے اور رکاوٹیں دور ہونی شروع ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ مومنین کو اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر متنبہ کردیا ہے اور بتادیا ہے کہ: "اور جو کافر ہیں ان کے لیے دنیا کی زندگی خوشنما بنادی گئی ہے اور وہ مومنین سے تمسخر کرتے ہیں۔ لیکن جو پرہیزگار ہیں وہ قیامت کے دن ان پر غالب ہوں گے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے" (البقرہ:212)۔

قربانیاں ہمارے ایمان کو تازہ رکھنے میں مددگار ہوتی ہیں، آیئے عہد کریں اور اٹھ کھڑے ہوں اس عزم کے ساتھ کہ ہم اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنی زندگی کے شب و روز میں قربانیاں دیں گے اور اللہ کے دین کو اللہ کی زمین پر قائم کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 9 10/17/12 5:17 PM

نگہت گل

اعجاز الدین عمری (کویت)

عیش منزل ہے غریبان محبت پہ حرام

نغمۂ رنگیں

وہ کتنا بھیانک خواب تھا.... جسے پیامبر خدا کی چشم بینا نے دیکھا تو اسے پروردگار کا حکم سمجھا۔ نبی کی نگاہیں غلط چیزیں نہیں دیکھا کرتیں.... جاگتے بھی سوتے بھی... تاریخ کی نگاہوں سے وہ منظر کبھی اوجھل نہیں ہوسکتا جب ایک بوڑھا باپ اپنے ہاتھوں میں چھری لیے اپنے ہی لخت جگر کی گردن پر چلانے کی کوشش میں ہے... محض ایک خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی آرزو ہی تو تھی یہ... اف!! کتنا جاں گداز منظر ہے.... کیسی مشکل گھڑی اور کتنا پرسکوں چہرہ.... رب کی رضا نہ مطلوب ہو تو کہاں جٹا پاتا کوئی اتنا صبر و سکون...؟ نہیں... یہ تو صرف انبیائی شان ہے... وہ جتنا تپتے ہیں اتنا ہی کھرے ہوتے ہیں.... وہ ایمان و توکل کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہوتے ہیں۔

خواب جتنا روح فرسا تھا.... اس کو تعبیر دینے کا عزم اور حوصلہ اتنا ہی روح پرور تھا.... حکم خدا کے آگے باپ کا سر تسلیم خم تھا ہی بیٹا بھی چوں چرا کرنے والا نہیں تھا.... سچ ہی تو ہے

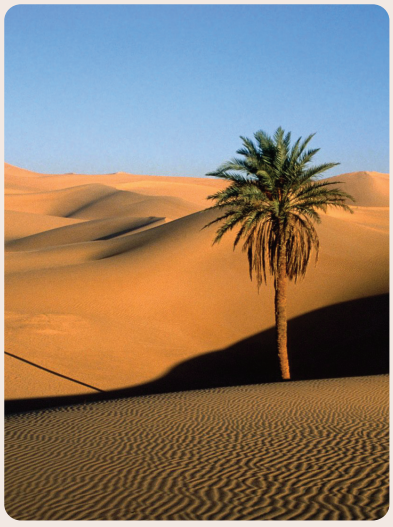
باپ کا سبق اگر بیٹے کو نہ ہو ازبر
پھر پسر قابل میراث پدر کیوں کر ہو

جذبۂ اطاعت میں... باپ اور بیٹا... دونوں سرشار تھے۔ باپ 'وفا' کا پیکر تھا تو بیٹا 'صبر' کا مجسم بنا ہوا تھا..... تسلیم و رضا کی یہ ادا کیسے نہ بھاتی کہ یہ تاریخ بشر کی بڑی ہی انوکھی مثال تھی۔ آسمانوں کے رب کا فیصلہ تھا کہ اس ادائے دلبرانہ کو زمانے کی بساط پر یادگار بنادی جائے....

کیوں ساز کے پردے میں مستور ہوئے تیری
تو نغمۂ رنگیں ہے، ہر گوش پہ عریاں ہو

خواب، جس کی تعبیر ایک تاریخ بن گئی.... اس کو تعبیر دینے کا ہوش ربا نظارہ.... رہتی دنیا تک کے لیے 'رسم لازوال' بنادیا گیا... صفحۂ ہستی پر اس کا نقش ناقابل فراموش کردیا گیا

ہم نے جو طرز فغاں کی ہے قفس میں ایجاد
فیضؔ! گلشن میں وہی طرز بیاں ٹھہری ہے



نگہ بلند

تاریخ بشر میں کم ہی ایسے لوگ ملتے ہیں جن کا پل پل عشق جاناں کے لیے وقف ہو چکا ہو...

وہ جن کا لمحہ لمحہ کسی پر وارفتگی کا فسانہ سناتا ہو... وہ جن کی دھڑکنیں، جن کی سسکیاں، جن کی بے تابیاں، جن کی شادابیاں.... کسی ایک سے وابستہ ہو....

وہ جن کا بچپن، جن کی جوانی اور جن کا بڑھاپا.... ایک ہی لگن میں گذرا ہو.... وہ جو اپنی خلوتوں میں، اپنی جلوتوں میں، محفلوں میں اور تنہائیوں میں.... ایک ہی راگ الاپتے ہوں...

وہ جس کا دل، دماغ، آنکھ، کان، ہاتھ، پیر.... جسم و جان اور روح و تن.... بلکہ اس کے وجود کا انگ انگ..... صرف ایک ہی مقصد کی برآری کے لیے مصروف کار ہوں....

جی ہاں.... حضرت ابراہیم علیہ السلام انسانی تاریخ کے انہیں چنندہ ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ اور پل پل بھی اسی کے گن گائے جس نے انہیں وجود بخشا تھا۔

وہ اسی کے ہو کر رہ گئے تھے جس نے انہیں زندگی کی سوغات بخشی تھی۔ ان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے حضور تسلیم و رضا کا پیکر بنی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھوں انہوں نے اپنی موت و حیات کا سودہ کیا تھا۔ تبھی تو آسمان والے خدا نے ان کے کلمات کو مقام ابدیت عطا کیا اور اسے آخری کتاب ہدایت کی زینت بنائی....

''میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رُخ اس ہستی کی طرف کرلیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں''

(ترجمہ آیت نمبر 79 سورۃ الانعام)

کائنات کی سب سے بڑی قوت کو اپنا سب کچھ تج دینے والا چھوٹی موٹی چیزوں کو اپنی زندگی کا مقصد کیونکر بنا سکتا ہے؟

نگاہ شوق دل زندہ کی تلاش میں ہے
شکار مردہ سزاوار شاہباز نہیں

ان کی نظر زندگی کے اعلیٰ ترین نصب العین پر گڑی ہوئی تھی۔ دنیائے رنگ و بو نہ کبھی ان کی نظروں میں جچی اور نہ دل میں بسی اور نہ مقصد کی راہ میں ان کے لیے رکاوٹ بن سکی... دنیا ان کے مومنانہ نقطۂ نظر سے بہرہ مند ہوی مگر دنیا سے وہ کنارہ کش ہی رہے۔

جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن

ان کی زندگی راہ خدا میں قربانی اور جانفشانی کی داستان ہے۔ یہ عشق و جنوں کی عقل و خرد پر بالادستی کی کہانی ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

نمرود نے انہیں آگ کے الاؤ میں ڈالا تھا مگر جس نے زندگی کی آتشیں فضاؤں میں جینے کی عادت ڈالی ہو اور جس خاک کے ضمیر میں انگاروں کی تپش ہو ایک آگ کا الاؤ اسے کہاں تک جلاتا۔ جس کا ہر نفس شعلہ بار ہو اور جس کا تصور حیات ہی آتش خود میں تڑپنا ہو اسے آتش کب ریت کیا گزند پہنچا سکتی تھی۔

ہوں آتش نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش
میں بندہ مومن ہوں، نہیں دانہ اسپند

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 10 10/17/12 5:17 PM

زندگی کی رہ پہ چل کر زندگی کی کشاکشوں سے بچ بچ کر انہوں نے زندگی گذاری تھی۔ وہ زندگی کیا تھی.... ابتلاء و آزمائش کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا... یہ راہ محبت میں سنگ نوردی و سرفروشی کی داستان تھی، ایک طرف خار صحرا تو دوسری جانب برہنہ پائی تھی... مگر کبھی نہ جبین نیاز پر شکنیں پڑیں اور نہ زباں پر کوئی حرف شکایت ہی آیا

نرالا عشق ہے میرا نرالے میرے نالے ہیں
نہ پوچھو مجھ سے لذّت خانماں برباد رہنے کی

وہ اس راز سے بخوبی واقف تھے کہ

''عیش منزل ہے غریبان محبت پہ حرام''

آپ جتنے کڑے امتحان سے گذرتے آپ کی ایمانی طاقت میں اور جولانی آتی تھی۔ ہر امتحان کے بعد آپ ایک نئے اعزاز سے نوازے جاتے رہے۔ عشق جاناں کی جو آگ عنفوان شباب میں دل میں لگی تھی پیرسالی میں بھی اس کی آنچ کم نہیں ہونے پائی...

احوال محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز وتب وتاب اول، سوز وتب وتاب آخر

رسمِ خلیلی

ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کے لقب سے نوزا گیا تھا۔ خلیل کے معنی دوست کے ہیں۔ یہ لقب انہیں مفت میں نہیں ملا تھا بلکہ آپ نے اللہ تعالی سے دوستی کی تو اس سے وفا کا رشتہ باندھا۔ محض اس کی دوستی کے لیے ساری دنیا کی نفرت مول لی۔ اس کو پانے کے لیے سب کو دشمن جاں بنا ڈالا۔ ایک بار جو اس کے راستے پر چلنا شروع کیا تو پھر کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔ اسی کی یادوں کی تجلی سے ظلمت کدۂ حیات کو روشنی بخشی۔ اس کے عشق میں ایسے ڈوبے کہ پھر کسی کی محبت غالب ہی نہ آسکی۔ اس کی محبت کی لَے میں ایسے مست ہوگئے کہ پھر کسی ساز کے لیے وہاں کوئی گنجائش ہی نہیں رہی۔ انہوں نے اس کو پانے کے لیے خود کو مٹایا۔ اس کو خوش کرنے کے لیے اپنی خوشیاں قربان کر کے بھی شادماں ہونے کا ثبوت دیا۔ مقام عقل سے گذر کر مقام شوق کی پہنائیوں میں گم ہوگئے۔ وہ جس کے بندے تھے اس کی غلامی کو چھوڑ کر ایک لمحے کے لیے بھی کسی کی غلامی کے لیے تیار نہیں تھے۔

اس ذات واحد کی عبادت میں کسی کی ساجھے داری انہیں قبول تھی اور نہ اس کی حکومت میں کسی کی شرکت انہیں گوارا تھی۔

ہمیں ان کی ملت کی پیروی کا حکم دیا گیا اور کہا گیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) شرک کرنے والوں میں نہیں تھے۔

یہ 'رسمِ خلیلی' ہے کہ ہر نوع شرک سے براءت کا اعلان کیا جائے اور صرف اس کی غلامی قبول کی جائے۔

قربانی اور رسم قربانی میں بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ قربانی تقاضائے محبت ہے۔ جب تک دل جذبۂ محبت سے سرشار نہ ہو تو پھر قربانی کیسی؟

کسی جانور کی گردن پر چھری چلانے سے 'رسم قربانی' تو شاید ادا ہو جائے مگر اسے قربانی تو نہیں کہہ سکتے!

بسم اللہ واللہ اکبر سے جانور حلال تو ہو جائے گا مگر جس خدا کی بڑائی بیان کی جارہی ہے اس کی محبت سے دل خالی خالی رہیں تو 'رسم قربانی' کبھی حقیقی قربانی کا مقام نہیں لے سکتی...

شکوہ عید کا منکر نہیں ہوں میں، لیکن
قبول حق ہیں فقط مرد حر کی تکبیریں

عشق جاناں سے جب تک دل میں گداز نہ پیدا ہو رسم خلیلی کو نقش حیات بنانا ناممکن ہے۔

جب تک دنیائے دوں سے پرہیزگاری کو شعار نہیں بنایا جاتا ''رسم خلیلی'' ادا نہیں ہو پاتی۔

صرف ایک بت شکنی 'رسم خلیلی' نہیں ہے... حق پرستی کے لیے جان لڑانا.... جادۂ حق کی سختیوں کو جھیلنا، صبر و رضا کا پیکر بننا، صرف اسی کو معبود حقیقی ماننا، صرف اس کے لیے نذریں چڑھانا، صرف اسی سے منتیں مانگنا، صرف اسی کو مالک و مقتدر سمجھنا، صرف اسی سے لو لگانا، صرف اسی سے دعائیں کرنا، صرف اسی کے حکم کے تابع رہنا، تو ہمات کی بندگی سے آزاد ہونا، مقصد حیات کو ہر وقت نگاہوں کے سامنے رکھنا، حق گوئی کے لیے بیباک رہنا، گم کردہ راہ کو راہ راست کی طرف رہنمائی کرنا، کفر سے بیزار رہنا، حق پرستوں سے دوستی کرنا، حق کی خاطر مال و اولاد سے خوشی خوشی دستبردار ہونا..... 'رسم خلیلی' ہے۔ اور اس 'رسم خلیلی' کو اسوہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ براہیمی نظریۂ حیات کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے کہ یہ آدمی کو چشم بینا عطا کرتا ہے۔

صنم کدہ ہے جہاں اور مرد حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الہ میں ہے

☆☆☆

کبھی ہم نے اپنا محاسبہ کیا؟



☆ کیا ہم فجر کی نمازِ باجماعت مسجد میں ادا کرتے ہیں؟
☆ کیا ہم پانچوں نمازوں کی پابندی کر رہے ہیں؟
☆ کیا ہم اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والوں میں سے ہیں؟
☆ کیا ہم نبی ﷺ پر درود بھیجنے میں مداومت برتتے ہیں؟
☆ کیا ہم پابندی سے قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں؟
☆ کیا ہم اللہ ﷻ کی حمد بیان کرنے والوں میں سے ہیں؟
☆ کیا ہم اللہ تعالی کا شکر بجالانے والوں میں سے ہیں؟
☆ کیا ہم بکثرت استغفار کر رہے ہیں؟
☆ کیا ہم سنتِ فجر کی محافظت کر رہے ہیں؟
☆ کیا ہم تہجد کا اہتمام کرنے والوں میں سے ہیں؟
☆ کیا ہم نیند سے اٹھنے کے بعد اذکار کا اہتمام کرتے ہیں؟
☆ کیا ہم صبح و شام کے اذکار کا اہتمام کرتے ہیں؟
☆ کیا ہم اپنی گاڑیوں میں قرآن سننے کا اہتمام کرتے ہیں؟
☆ کیا ہم اپنی گاڑیوں میں دینی کیسٹیں رکھتے ہیں؟
☆ کیا ہم بیماروں کی عیادت اور پڑوسیوں کی زیارت کرنے والوں میں سے ہیں؟
☆ کیا ہم صلہ رحمی کرنے والوں میں سے ہیں؟
☆ کیا ہم اپنے جیب میں قرآن کریم رکھتے ہیں؟
☆ کیا ہم اپنے بچوں کی دینی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں؟
☆ کیا ہم خوشگوار ازدواجی زندگی گذار رہے ہیں؟

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 11 10/17/12 5:17 PM

محبت نبوی

محبت رسول ﷺ اور اس کے تقاضے

شیخ عبدالحمید البلالی (کویت)

جمعیۃ الاصلاح الاجتماعی کے عمر بن الخطاب ہال میں انڈین مسلم ایسوسی ایشن (IMA) کے ماہانہ اجتماع میں شیخ عبدالحمید جاسم البلالی، صدر جمعیۃ بشائر الخیر کے خطاب کا ترجمہ وتلخیص افادہ عام کے لیے پیش خدمت ہے۔ (محمد خالد اعظمی)

حمد وثنا کے بعد: حاضرین کرام!

ایک دفعہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ کی قسم! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہیں جانو گے اس وقت تک تم سچے مسلمان نہیں ہو سکتے۔''

تب ''عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! اب جبکہ تم نے مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب سمجھا ہے تو اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا۔'' (بخاری۔ حدیث نمبر 6632)

کھجور کا تنا رونے لگا: مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی، آپ ﷺ خطبہ دیتے تھے تو آپ ﷺ ایک تنے کے سہارے کھڑے ہو جاتے تھے، کبھی کبھی خطبہ لمبا ہو جاتا تھا، اس لیے ایک انصاری عورت نے آپ ﷺ کی سہولت کے لیے کہا کہ (اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنوا دیں؟

آپ ﷺ نے اس انصاری عورت کی بات مان لی تو اس عورت نے آپ ﷺ کے لیے جھاؤ کے درخت سے تین سیڑھیوں والا ایک منبر تیار کروا دیا، جمعہ کا دن آیا تو آپ ﷺ تنے کے بجائے منبر کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ تنا غم فراق سے رونے لگا۔

صحیح بخاری میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے وقت ایک درخت یا کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ ایک انصاری نے پیش کش کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ ﷺ کے لیے ایک منبر نہ بنا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جیسے تمہاری مرضی انصاری عورت نے آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنوا دیا۔ جمعہ کا دن آیا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا بچے کی طرح چیخ چیخ کر رونے لگا۔ نبی ﷺ منبر سے اترے اور اس تنے کو آغوش میں لے لیا تو وہ اس بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا جسے بہلا کر چپ کرایا جا رہا ہو۔ تنے کا رونا، فراق رسول ﷺ اور ذکر اللہ سے محرومی کی بنا پر تھا جسے وہ پہلے قریب سے سنا کرتا تھا۔ (بخاری: 2095)

مذکورہ احادیث سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ سے محبت کے بغیر ہمارے ایمان کی تکمیل ممکن نہیں ہے۔ لفظ حب، محبت اور اس طرح کے الفاظ صرف شہوانی خواہشات اور برے معنوں میں نہیں آتے بلکہ اصلاً یہ اعلیٰ و پاکیزہ معانی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

نبی ﷺ صحابہ کرام سے محبت رکھتے تھے تو صحابہ کرام بھی آپ ﷺ سے محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ اس طرح کے واقعات سیرت نبوی کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں جن کی نظیر تاریخ میں ملنی ناممکن ہے۔

آج محبت کا لفظ صرف خاص معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ محبت کے اندر شہوانی پہلو پایا جائے جبکہ محبت ایک پاکیزہ اور جامع لفظ ہے، اس کے اندر سب سے اہم پہلو اللہ اور رسول سے محبت کا ہے، اللہ اور رسول کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

موجودہ دور میں آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیوں کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ردعمل کے سلسلے میں جو باتیں آتی ہیں اس کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو مثبت ردعمل ہے اور دوسرا منفی۔

سیرت کی کتابوں میں ایک واقعہ ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح غزوہ احد کے موقع پر نبی ﷺ کے چہرے سے خود کڑیاں اپنے دانتوں سے نکال رہے تھے، اس دوران آپ ﷺ کے منہ میں خون بھی بھر آیا، آپ ﷺ نے کہا کہ اسے تھوک دو، لیکن وہ پی گئے اور کہا کہ میرا پیٹ آپ ﷺ کے خون کا زمین سے زیادہ مستحق ہے۔

ہمارا دشمن ہمیں جذبات میں مبتلا کر کے اصل مقاصد سے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے۔

آپ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر عمر رضی اللہ عنہ کا ردعمل: جب آپ ﷺ کی وفات کی خبر عمر رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو وہ اپنی تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے: منافقوں کے چند لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ انتقال فرما گئے، حالانکہ وہ فوت نہیں ہوئے۔ وہ اپنے رب کے پاس اس طرح گئے ہیں جس طرح موسی علیہ السلام گئے تھے۔ وہ ضرور واپس آئیں گے اور لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹیں گے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جوش وجذبہ میں اس طرح کی باتیں کہہ رہے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے، صورتحال جاننے کے بعد علیحدہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''اگر تم محمد ﷺ کو پوجتے تھے تو محمد ﷺ تو فوت ہو گئے، اور اگر تم اللہ تعالی کی پرستش کرتے تھے تو اللہ تعالی بے شک زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں مرے گا'' پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل**..... تو سب لوگ پرسکون ہو گئے۔

محبت کا تقاضا اور اس کا مطالبہ:

کیا صرف مظاہرہ سے تقاضا پورا ہو گا۔ یہ تو سب سے آسان ہے۔ آپ ﷺ سے محبت اور اللہ سے محبت کا تقاضا اتباع رسول ﷺ ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: **قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی** یعنی اللہ سے محبت کی کسوٹی اتباع ہے۔ اس لیے رسول ﷺ سے محبت کا دعوی کرنے والے آپ ﷺ کی پیروی کریں اور آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کو اختیار کریں۔

گستاخی رسول ﷺ کے واقعات:

گستاخی رسول ﷺ یا اہانت رسول ﷺ کا واقعہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اگر قرآن کا مطالعہ کریں تو انبیائے کرام کے ساتھ

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 12 10/17/12 5:17 PM

گستاخیاں کافی کی گئیں ہیں، میں چند واقعات کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں:

پہلا کا واقعہ :یہود جب آپ ﷺ سے ملتے تو السلام علیکم 'آپ پر سلامتی ہو' کے بجائے زبان کو ذرا گھما کر السلام سے حرف لام کو غائب کر دیتے۔یعنی السّام علیک کہا کرتے۔اس کلمہ کے معنی یہ تھے کہ اے مخاطب! تجھ پر موت وارد ہو۔یہ سلوک کیا جارہا تھا۔

اس بدتمیزی پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے سخت ردعمل دکھایا، وہ غصے میں جواب دیئے بغیر نہ رہ سکیں اور کہہ اٹھیں، کہ کمبختو! تم پر موت وارد ہو۔سرور عالم ﷺ کے کان میں یہ آواز پڑ گئی، آپ ﷺ نے ان کو سمجھایا عائشہ! نرمی سے کام لو۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کچھ آپ نے سنا بھی ہے کہ یہودیوں نے کیا کہا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سنا تو تھا لیکن میں نے بھی وعلیک کہہ دیا، یہی کافی ہے۔

دوسرا واقعہ :یہودی جب آپ ﷺ کی مجلس میں آتے، اور کہیں یہ کہنے کی ضرورت پیش آتی کہ ذرا ٹھہریئے ہمیں بات سمجھنے کا موقع دیجئے۔تو اس موقع پر ایک ذو معنی لفظ استعمال کرتے تھے۔رَاعِنا۔اس لفظ کا ظاہری مطلب تو وہی تھا کہ ہماری کچھ رعایت فرمایئے۔ ہماری بات سن لیجئے۔ ہماری جانب توجہ رکھیے۔مگر دوسری طرف عبرانی زبان میں اس سے ملتا جلتا لفظ اس معنی میں استعمال ہوتا تھا کہ (سن تو بہرا ہو جائے)۔

ماضی میں بھی لوگوں نے آپ ﷺ کی اہانتیں کی ہیں لیکن عصر حاضر میں اس طرح کے واقعات کچھ زیادہ ہی ہو رہے ہیں مثلاً:

☆ 2007ء میں ڈنمارک میں ایک وحشی، پاگل شخص نے اہانت رسول ﷺ کی مذموم حرکت کی، خاکے بنائے، یہاں تک کہ اس کے اس گھٹیا اقدام کے حق میں پورو پی ممالک کے ذمہ داروں نے دلیلیں پیش کیں۔حجاب پر پابندی اور اس کے خلاف پورے یوروپی ممالک میں مہم چلائی گئی، حجاب کے خلاف طرح طرح کی دلیلیں پیش کی گئیں، اسی طرح مسجدوں کے مینارے بنانے پر بھی پابندی، ڈاڑھی رکھنے پر اعتراض، قرآن کو جلانے اور پھاڑنے کے واقعات عام ہیں۔

☆ ماضی قریب میں ایک اہم واقعہ جو اہانت رسول کا پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ میں نائن الیون کی 11 ویں برسی کے موقع پر اسلام اور رسول پاک ﷺ کی مبینہ اہانت پر مبنی

☆مسلمان میڈیا کا صحیح استعمال کریں اور پروپیگنڈے کا جواب میڈیا کے ذریعہ دینے کی کوشش کریں۔اور پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی پر دستاویزی فلم بنا کر عام کیا جائے، مصر نے پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی پر دستاویزی فلم عربی زبان میں بنانے کا عزم کیا ہے۔

☆ہم قانونی طور پر مطالبہ کریں کہ اس فلم پر پابندی لگائی جائے، اور جس نے بھی اس طرح کی حرکت کی ہے اس کو کڑی سزا دی جائے، اور مسلم مذہبی تشخص اور شعائر اسلام کے تحفظ کے لیے قرار دادیں منظور کی جائیں۔

☆سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر کتابوں کی تقسیم عام کی جائے۔اور ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے راستے پر چلنے کی پوری کوشش کریں۔

☆مسلمان قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہو جائیں، جب تک ہماری زندگیوں میں قرآن اور سنت کی پیروی نہیں ہوتی، اس وقت تک ایسا ہوتا رہے گا۔

ریلیز کی جانے والی فلم کا ہے جس کی عالم اسلام میں شدید مذمت کی جارہی ہے، اس اشتعال انگیز فلم 'مسلمانوں کی معصومیت' Innocence of Muslims کا بنانے والا ۵۵ سالہ اسرائیلی یہودی ڈائرکٹر سیم باسل ہے جو کیلیفورنیا میں پراپرٹی بلڈر ہے، باسل نے فلم خود لکھی اور خود ہی اسکی ہدایت کاری کی ہے۔اس نے فلم کی تیاری لیے سو یہودیوں سے 50 لاکھ امریکی ڈالرس جمع کی ہے۔

اس فلم کو 30 جون کو ہالی وڈ کے ایک چھوٹے سے سینما گھر میں دکھایا گیا تھا، بعد میں اس فلم کے کچھ ٹکڑے یوٹیوب پر ڈال دیئے گئے، یکم جولائی کو آن لائن پوسٹ کیا گیا تھا۔مسلم ممالک میں اس فلم کے متعلق معلومات اس وقت ہوئیں جب ایک مصری ٹی وی چینل الناس نے ویڈیو سے عربی میں ترجمہ شدہ ٹکڑے نشر کئے تو مسلم ممالک میں احتجاج شروع ہو گیا۔

'مسلمانوں کی معصومیت' Innocence of Muslims فلم میں پیغمبر اسلام کی کردار کشی کرنے کے ساتھ آپ ﷺ کو ایسے گروہ کا رہنما دکھانے کی کوشش کی گئی ہے جو قتل وغارت گری کے شوقین تھے۔

اہانت رسول ﷺ کا مقصد : ان حالات میں مسلمانوں کی طرف سے دو ردعمل سامنے آتے ہیں ایک ایجابی اور دوسرا ردعمل جذباتی ہے۔یہود منصوبہ بند طریقہ سے مسلمانوں کو بھڑکاتے ہیں اور جذباتی ردعمل کو منظر عام پر لانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ عالمی پیمانے پر بتا سکیں کہ مسلمان صرف جذبات سے بھرے ہوئے ہیں امن عالم کے لیے نقصان دہ ہیں، وہ ہمیشہ جذباتی حرکتیں کرتے رہتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ:

ہمارا دشمن ہمیں جذبات میں مبتلا کر کے اصل مقاصد سے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے۔

اہانت رسول ﷺ کا جواب کیسے دیں:

☆مسلمان میڈیا کا صحیح استعمال کریں اور پروپیگنڈے کا جواب میڈیا کے ذریعہ دینے کی کوشش کریں۔اور پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی پر دستاویزی فلم بنا کر عام کیا جائے مصر نے پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی پر دستاویزی فلم عربی زبان میں بنانے کا عزم کیا ہے۔

☆ہم قانونی طور پر مطالبہ کریں کہ اس فلم پر پابندی لگائی جائے، اور جس نے بھی اس طرح کی حرکت کی ہے اس کو کڑی سزا دی جائے اور مسلم مذہبی تشخص اور شعائر اسلام کے تحفظ کے لیے قرار دادیں منظور کی جائیں۔

☆سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر کتابوں کی تقسیم عام کی جائے۔اور ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے راستے پر چلنے کی پوری کوشش کریں۔

☆ مسلمان قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہو جائیں، جب تک ہماری زندگیوں میں قرآن اور سنت کی پیروی نہیں ہوتی، اس وقت تک ایسا ہوتا رہے گا۔

☆لوگوں تک اسلام کا پیغام پہونچانے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کریں۔اور دعوت دین کا کام زیادہ سے زیادہ کریں۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 13 10/17/12 5:18 PM

روبرو

مولانا غلام رسول فلاحی کے ساتھ ایک شام

محمد خالد اعظمی (کویت)
khalid.azmi64@gmail.com



ملک نیپال ہندوستان اور چین کے درمیان ایک ہمالیائی ریاست ہے، جسے ماضی قریب تک دنیا کا واحد ہندو ملک کہا جاتا تھا، مگر 2008ء میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلیوں کے نتیجہ میں وہ ملک سیکولر عوامی جمہوری ملک بن گیا ہے۔اس وقت منتخب دستور ساز پارلیمنٹ ملک کا نیا دستور بنانے میں مصروف ہے جو سیاسی پارٹیوں کی آپسی رسہ کشی کی وجہ سے تاخیر در تاخیر کا شکار ہے۔مسلمان نیپال میں صدیوں سے آباد ہیں، ان کی آبادی ہندوستان سے ملحق ترائی کے علاقہ میں زیادہ ہے، جو شرقاً وغرباً تقریباً ایک ہزار کیلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے، ملک کی کل آبادی تین کروڑ سے متجاوز ہے، جس میں مسلمانوں کی تعداد کم وبیش ۴۰ لاکھ بتائی جاتی ہے، افسوس کا مقام ہے کہ نیپالی مسلمان اپنے ہم وطنوں سے ہر میدان میں پیچھے ہیں۔

ذیل کے سطور میں ہم اسلامی سنگھ نیپال کے مجلس تاسیسی کے رکن اور حالیہ امیر مولانا غلام رسول فلاحی کا انٹرویو قارئین مصباح کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں:

سوال: سب سے پہلے قارئین سے اپنا تعارف کرادیں؟

جواب: میرا نام غلام رسول ہے ابتدائی تعلیم نیپال میں حاصل کی، اعلی دینی تعلیم کے غرض سے ہندوستان گیا اور وہاں جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ سے عالمیت کی، اور 1978ء میں جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم سے فضیلت کی تعلیم مکمل کی۔

سوال: ہندوستان سے واپسی کے بعد کیا مشغلہ تھا؟

جواب: تکمیل تعلیم کے بعد میں تدریس وتربیت میں مشغول ہوگیا، ساتھ ہی کوشش جاری رہی کہ کسی طرح ہمارے ملک میں بھی اجتماعیت کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا کام شروع ہو، اسی سوچ میں تھا کہ اللہ نے حالات کو سازگار بنادیا، اور 26 جنوری 1985ء کو اسلامی یوا سنگھ نیپال کے نام سے کمیٹی تشکیل دے کر باقاعدہ کام کا آغاز ہوا جس کا نام بعد میں اسلامی سنگھ ہوگیا۔

سوال: آپ اسلامی سنگھ نیپال کے مؤسسین میں سے ہیں تو کیا آپ اسلامی سنگھ کا تعارف کرائیں گے؟

جواب: اسلامی سنگھ نیپال 26 جنوری 1985ء کو معرض وجود میں آئی، اللہ کا شکر ہے کہ اب تک نیپال کے مختلف علاقوں میں دعوت واصلاح، تعلیم وتربیت، رفاہی اور حفظان صحت کے میدان میں انسانی خدمات، نیز طلباء وطالبات کی مناسب علمی وفکری وعملی رہنمائی اور مسائل کے حل کے لیے سرگرم عمل ہے۔پورے ملک کے چھ انچل (صوبہ) میں اس کی آفس قائم ہے جہاں مرکز سے طے شدہ پروگرام کے مطابق سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں اور ذیلی ادارے بھی منصوبہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔

سوال: اسلامی سنگھ کے ماتحت کیا کیا کام ہو رہے ہیں؟

جواب: اسلامی سنگھ کے تحت کئی اہم کام ہو رہے ہیں، اسلامی سنگھ نے اپنے کام کو کئی حصوں میں بانٹ دیا ہے تاکہ کام منظم اور آسان ہو سکے، ملک میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلی کے نتیجہ میں عام نیپالی ہم وطنوں کا اسلام سے دلچسپی میں اضافہ ہوا ہے۔اسلامی سنگھ نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔اور اپنے دعاۃ کے ذریعہ بڑے پیمانے پر دعوتی کام کا آغاز کر دیا ہے۔اسلامی سنگھ نے اپنے کام کو درج ذیل شعبوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

۱۔ ہیومن ڈیولپمنٹ اکیڈمی: نومسلموں کی تربیت اور ان کے مختلف النوع مسائل کے حل کے لیے کاٹھمنڈو میں یہ مرکز قائم ہے۔جس کا نام ہیومن ڈولپمنٹ اکیڈمی (HUDA) رکھا ہے۔اس کے تحت نومسلموں کو دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ فنی تربیت بھی دی جاتی ہے تاکہ وہ خود کفیل ہو سکیں۔

۲۔ الحرا ایجوکیشنل سوسائٹی: تعلیمی میدان میں کام کرنے کے لیے الحرا ایجوکیشنل سوسائٹی سرگرم عمل ہے، جس کے تحت پورے ملک میں 13 بڑے اور متوسط درجات کے ادارے چل رہے ہیں۔اس سوسائٹی کے تحت یتیم وغریب طلبہ کی کفالت، اساتذہ کی تدریسی تربیت اور ضرورت مند اداروں میں تعمیراتی کام اور کتابوں کی طباعت جیسے کام انجام دیئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے درمیان دینی وتعلیمی شعور بیدار کرنے کے لیے ''پیغام'' نام سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی 18 سالوں سے شائع ہو رہا ہے، اسی طرح ہم وطنوں کو اسلام سے متعارف کرانے کے لیے نیپالی زبان میں ''مدھو رسندیش'' نامی ماہانہ مجلّہ بڑے آب وتاب سے 18 سالوں سے نکل رہا ہے۔یہ دونوں رسالے بھی الحرا ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر نگرانی شائع ہو رہے ہیں۔

۳۔ The Message Publication

ہم وطنوں کو اللہ کا پیغام پہنچانے کے مقصد سے اسلامی سنگھ نے قرآن مجید کا نیپالی زبان میں ترجمہ شائع کروایا ہے، جسے الحمدللہ ملک میں قبول عام حاصل ہے۔اس کے علاوہ اب تک اسلامی سنگھ کے زیر نگرانی نیپالی زبان میں 20 سے زائد کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں، مزید دیگر کتابوں کا ترجمہ ہو رہا ہے۔اس کام کے لیے The Message Publication کے نام سے ایک مکتبہ قائم کیا گیا ہے جس کے لیے ماہرین کی ایک کمیٹی بھی موجود ہے جو زیر طبع آنے والے مواد کا باقاعدہ جائزہ لیتی ہے اور پھر طباعت کے لیے اس کو فائنل کرتی ہے۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 14 10/17/12 5:18 PM

۴۔ لجنۃ المساجد: اسلامی سنگھ نے مساجد کو اپنی دعوتی واصلاحی مہم کا مرکز بنایا ہے۔ اسی مقصد کے لیے لجنۃ المساجد قائم کیا گیا جو مساجد کی تعمیر ومرمت کے ساتھ ائمہ کی تربیت بطور امام اپنی مساجد میں تقرری اور ان کے ذریعہ علاقہ میں دعوت واصلاح اور دروس قرآن وحدیث نیز حلقات قرآن کے ذریعہ عام مسلمانوں کو قرآن سے جوڑنے کی شعوری کوشش کررہی ہے۔

۵۔ اسٹوڈینٹس ایجوکیشن فاؤنڈیشن: طلباء اور نوجوانوں کو منظم کرنے، ان میں دین کا شعور بیدار کرنے اور انہیں دین کا سچا خادم بنانے کے لئے اسٹوڈینٹس ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جو طلباء وطالبات کی تربیت کے کاموں میں مشغول ہے۔ اس کے علاوہ اس شعبہ کے تحت اسکول اور کالج میں پڑھنے والے طلبہ کے لیے اسکالرشپ کا بھی نظم کیا جاتا ہے۔

۶۔ ریڈیو پروگرام: مقامی ایف ایم ریڈیو کے ذریعہ ہفتہ میں ایک روز نیپالی زبان میں دینی پروگرام پیش کیا جاتا ہے جس سے اسلام سے متعلق مختلف انداز سے دعوتی تقریریں ہوتی ہیں۔ اسلامی سنگھ نے نیشنل ٹی وی کے ذریعہ گزشتہ سال ہفتہ واری درس کا پروگرام چلایا تھا جو کسی وجہ سے اس سال جاری نہ رہ سکا۔ البتہ اس سلسلہ کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

سوال: عرب ممالک سے مبعوثین دعاۃ کا کیا حال ہے؟

جواب: اللہ کا شکر ہے ہمارے ملک میں عرب ممالک سے مبعوثین کی ایک معتد بہ تعداد ہے، اگر ان تمام لوگوں میں وفاق قائم ہوجائے اور وہ منظم ہوجائیں تو نیپال میں غیر مسلموں میں دعوتی کام کرنے والوں کو کافی تقویت ملے گی۔ فی الحال غیر مسلموں میں منظم طور پر کام بہت کم ہورہا ہے۔ مبعوث دعاۃ کی غیر مسلموں میں سرگرمیاں نہیں کے برابر ہیں۔ تدریس کے علاوہ کسی حد تک اصلاح معاشرہ میں ان کی شمولیت ہوتی ہے۔

سوال: دعوت میں کن وسائل کا استعمال کرتے ہیں؟

جواب: الحمدللہ دعوتی کام میں بہت سارے وسائل حسب ضرورت استعمال کئے جاتے ہیں۔ انفرادی ملاقات، کتابچے اور کتابوں کا استعمال مختلف مناسبات کا استعمال مثلاً قرآن مجید کا تعارف، سیرت النبی ﷺ، عید

> نیپال کے لوگ کویت کو خیر کا چشمہ سمجھتے ہیں اور یہاں سے خیر کا جتنا کام ہورہا ہے شاید ہی کہیں اور سے ہوتا ہوگا، میں نے کویت کے مختلف علاقوں کو قریب سے دیکھا ہے، ہر علاقہ میں کسی نہ کسی طرح کی کمیٹی ہے جہاں عالم اسلام کے غرباء ومساکین کے لیے لوگ کام کررہے ہیں۔

الفطر، عیدالاضحیٰ جیسے مواقع کا استعمال ان مواقع پر برادران وطن کو اجتماعی طور پر دعوت دے کر خطاب عام کا پروگرام رکھا جاتا ہے۔ اس طرح ان کے سامنے واضح طور پر اسلام کا پیغام پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر پروگرام کے دوران ان کے تاثرات بھی لئے جاتے ہیں جو بالعموم مثبت ہوا کرتے ہیں۔ ان مواقع پر ماہر دعاۃ سے خطابات کرائے جاتے ہیں جو مفید ثابت ہورہے ہیں اور اسلام کے تعلق سے ان کے اندر پائی جانے والی غلط فہمیاں دور ہورہی ہیں۔

سوال: کیا قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے قرآن عام کرو، یا قرآن سب کے لئے جیسی مہم چلاتے ہیں؟

جواب: جی ہاں ہم لوگ برادران وطن کو قرآن سے متعارف کرانے کے لئے مختلف مقامات پر تعارف قرآن مہم چلارہے ہیں، اس دوران غیر مسلموں کو اسلام سے قریب کرنے کے بہت سارے مواقع ملے ہیں۔

سوال: نیپال میں اور کونسی دوسری جماعتیں پائی جاتی ہیں اور ان تمام کے مقاصد کیا کیا ہیں؟

جواب: ہمارے ملک میں بہت ساری سوسائٹیاں پائی جاتی ہیں اور تمام کا مقصد مسلم معاشرہ کی اصلاح، بچے اور بچیوں کی تعلیم وتربیت، دعوتی نیز رفاہی کاموں میں سرگرم عمل ہیں، اور ان تمام کے پاس اصلاح ودعوت اور تعلیم وتربیت کا پروگرام بہت ہی اچھا ہے۔

سوال: کیا نیپال میں مسلمانوں کے درمیان گروپ بندی کے اثرات پائے جاتے ہیں؟

جواب: ہندو پاک کا اثر ہمارے ملک پر بھی پڑا ہے، لیکن اللہ شکر ہے اس کے باوجود تمام مسلکوں اور جماعتوں کے افراد میں آپسی تعاون ہے، اسی وجہ سے نیشنل مسلم فورم کا قیام عمل میں آیا، جس کا نتیجہ بہت اچھا ہے۔

سوال: کیا اسلامی سنگھ کا تعلق ملک میں موجود دوسری جماعتوں سے ہے؟

جواب: تعاونوا علی البر والتقوی کے تحت اسلامی سنگھ نیپال کا تمام دیگر اسلامی تنظیموں سے برادرانہ تعلق ہے۔ میرے خیال میں فروعی اختلافات سے قطع نظر مشترک اقدار کی حفاظت کیلئے ساری تنظیمیں اگر شعوری طور پر دست تعاون دراز کریں تو ملک نیپال میں اسلامی کاز کو بہت فائدہ ہوگا۔

سوال: نیپال جب سے ہندو اسٹیٹ سے جمہوری ملک بنا ہے دعوتی کام کرنے میں کیا کیا مسائل درپیش ہیں؟

جواب: ہمارے ملک میں پہلے اور اب کے حالات میں کافی بدلاؤ آیا ہے لیکن دعوتی کام کرنے میں ابھی بھی کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑرہا ہے، اس کے علاوہ حکومت مذہب تبدیل مخالف قانون لانا چاہ رہی ہے، اس قانون کے بننے کے بعد ہمیں بہت زیادہ پریشانیوں کا مقابلہ کرنا پڑسکتا ہے۔ دعوتی کام میں دعاۃ اور وسائل کی بھی قلت ہے، کیونکہ دعاۃ کی بنیادی ضروریات ہم پوری نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے دعاۃ دعوتی میدان چھوڑ کر کسی اور میدان میں جانے کو ترجیح دے رہے ہیں۔

سوال: اب تک اسلامی سنگھ کا سب سے اہم کام کیا ہے؟

جواب: اسلامی سنگھ کا سب سے اہم کام قرآن مجید کا نیپالی ترجمہ ہے جو اسلامی سنگھ کی پانچ سالہ کوششوں کے بعد منظر عام پر آسکا ہے۔ مولانا علاء الدین فلاحی نے ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی ہے۔ تین ماہر لسانیات سے بھی زبان کی تصحیح کروائی گئی ہے۔ یہ کسی اردو، ہندی یا انگریزی ترجمے کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ عربی متن کی نیپالی زبان میں ترجمانی ہے۔

سوال: کویت کے متعلق اہل نیپال کیا سوچتے ہیں؟

جواب: نیپال کے لوگ کویت کو خیر کا چشمہ سمجھتے ہیں اور یہاں سے خیر کا جتنا کام ہورہا ہے شاید ہی کہیں اور سے ہوتا ہوگا، میں نے کویت کے مختلف علاقوں کو قریب سے دیکھا ہے، ہر علاقہ میں کسی نہ کسی طرح کی کمیٹی ہے جہاں عالم اسلام کے غرباء ومساکین کے لیے لوگ کام کررہے ہیں۔ میری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ کویت کو ہر فتنہ سے محفوظ ومامون رکھے آمین۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 15 10/17/12 5:19 PM

شراب کہن پھر پلا ساقیا

رحمت اللہ کلیم اللہ امواوی
rahmatkalim91@gmail.com

گلاب کے سدا بہار پھولوں کی طرح اسلام کا شاداب اور روح افزا پودا بھی کانٹوں کے باڑھ اور سنگلاخ زمینوں میں نشو ونما پاتا رہا ہے۔ ہر دور، ہر زمانے، ہر ملک اور ہر علاقے میں اس پودے کی اپنے خون سے آبیاری کرنے والوں نے اسکی ساخت و پرداخت، اسکی نشو ونما اور اسکی آرائش و زیبائش میں کبھی کوئی کسر نہیں رکھی ہے۔ گرچہ اس کے نونہالوں کو بے شمار آلام ومصائب کا سامنا کرنا پڑا اسکے باوجود اس ملت کے جیالوں نے کبھی اف نہیں کیا، کبھی لوٹ کر پیچھے نہیں دیکھا، اور ہمیشہ کوئے یار سے نکل کر سوئے دار کی طرف چل پڑنے کو اپنا ملی اور مذہبی شعار قرار دیا۔

الغرض اسلام کی روشن کرن پورے آب و تاب سے مشرق ومغرب کے ہر خطے، ہر گوشے میں اپنی روشنی بکھیرتی رہی، بالآخر عرب وعجم نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھا۔ اور دشمنان اسلام ناطقہ سر بہ گریبان اور خاموش تماشائی بنے رہے۔ ہر طرف اسلام اور مسلمانوں کا بول بالا ہو گیا انکی عظمت و وقار کا آفتاب پوری روشنی کے ساتھ بام عروج پر پہونچ گیا۔ اور بلاشبہ مسلمانوں نے اس غلبہ کو صرف اور صرف کتاب وسنت، ایمان باللہ اور اطاعت رسول کے ذریعہ حاصل کیا۔ اور اسی ہتھیار کے ذریعہ مسلمان دنیا والوں پر حاوی اور فائق رہے۔

لیکن جب ہم عہد ماضی اور عصر حاضر کے درمیان موازنہ کرتے ہیں تو معاملہ بالکل برعکس معلوم پڑتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ عنقریب مسلمانوں کی عظمت ووقار کا جنازہ اٹھنے والا ہے۔ تمام اسلام اور مسلمان دشمن طاقتیں متحد ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار ہیں، دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز پھر سے کیا جا چکا ہے۔ جمہوریت کے قیام کی آڑ میں معاشی بالا دستی کے حصول اور دنیا بھر میں موجود قدرتی وسائل پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، افغان وعراق، مصر وفلسطین، لیبیا، بحرین اور شام جیسے مسلم ممالک کو تباہ وبرباد کر کے مسلمانوں کے کمر توڑ دیے گئے اور نہ جانے کتنے مسلمانوں کو ابدی نیند سلا دیا گیا۔ مزید برآں عالم اسلام کو مسلکی تصادم کی جانب دھکیلنے کی سعی کی گئی اور اب تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ مسلمانوں کا وقار چھین لیا گیا، مظلومیت کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا گیا جبکہ مسلمان فطری طور پر قائد ہوتا ہے، قیادت وسیادت اس کے خمیر کا عنصر ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس سے رفعت وسربلندی کا وعدہ کیا ہے، امامت وخلافت کا عظیم منصب اس کے سپرد کیا ہے، رہنمائی و سربراہی کیلئے اس کو منتخب کیا ہے، قرآن شاہد ہے کہ ''اس وقت تک سرفرازی تمھارے ساتھ رہے گی جب تک کہ تم مومن کامل رہو گے''۔ اور آج کا مشاہدہ یہی بتا رہا ہے کہ مسلمان آج اس کسوٹی پر پورے نہیں اتر رہے ہیں جسکی بنا پر ان سے ساری سربلندی کوسوں دور ہو چکی ہے۔ مسلمان دنیاوی رنگینیوں میں پوری طرح ڈوب چکے ہیں جس میں نہ انسانیت ہے، نہ اصلی زندگی کی رمق، نہ دین کا خیال ہے، نہ اخلاقی حسن، پورا عالم اسلام ایک بے روح جسم کی مانند ہو چکا ہے نہ مذہبی نور ہے نہ انسانیت نوازی کا احساس، نہ اخوت کا خیال ہے نہ مقصد تخلیق کا احساس، بس اگر کچھ ہے تو وہ دنیا ہے، ہر شخص مادہ پرست، خواہش پرست اور ہوس پرست معلوم پڑتا ہے اور یہی اسباب ووجوہات ہیں جسکی بنا پر آج ہم ذلت ومسکنت کے شکار بنے ہوئے ہیں اور ہماری حاکمیت اب محکومیت میں تبدیل ہو چکی ہے۔ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے اسلاف نے دنیا پر حکومت کرنے کیلئے صرف دو ہتھیار اپنائے تھے اور انہیں دونوں کی بدولت پورے عالم پر حکومت کر رہے تھے اور وہ دونوں ہتھیار قرآن اور سنت نبوی تھے۔ اور یہی دونوں ہتھیار ہم مسلمانوں سے آج معدوم ہو چکے ہیں، ہماری اسلامی تہذیب وثقافت بالکلیہ ہم سے جدا ہو چکی ہے۔ اور ہمارے تہذیبی زوال اور غلامانہ ذہنیت کی جو پیشین گوئی آج سے صدیوں قبل نبی ﷺ نے کی تھی آج وہ حرف بحرف صادق آرہی ہے۔ حدیث میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم ہوس پرست اور دین واخلاق سے محروم یہودیوں اور نصرانیوں کی ایسی غلامانہ تقلید کرو گے کہ ایک ہاتھ یا ایک بالشت کا بھی فاصلہ نہیں ہوگا یہاں تک کہ لوگ اگر احمقانہ طور پر گوہ کے بل میں گھس جائیں تو تم بھی دیکھا دیکھی انکے پیچھے بل میں گھس جاؤ گے۔ (متفق علیہ) یقیناً نبی ﷺ کی پیشن گوئیاں آج صد فیصد صادق آرہی ہیں، پورا عالم اسلام مغرب کا مقلد بن چکا ہے، مسلمانوں کے افکار و خیالات، تہذیب وثقافت پر مغرب کا غلبہ ہے، مادیت کا دور دورہ ہے، آخرت سے بے خبر ہو کر ہوس کی پیاس بجھانے کے پیچھے رواں دواں ہے، اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر دنیاوی رعنائیوں میں غرق ہو چکا ہے جسکی پاداش میں آج مسلمان غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اور ہر محاذ پر ان کے حقوق کی پامالی کی جارہی ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان پھر سے اسلاف کے اختیار کردہ ہتھیار کو اپنا کر دنیا پر اپنی فوقیت وبرتری کو ثابت کر دیں۔

شراب کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا

(باقی صفحہ 5 کا) پہلے سے موجود اداروں کی اصلاح کریں کیونکہ عام طور پر مسلمانوں کے زیر انتظام چلنے والے تعلیمی ادارے اپنی بدنظمی، ناقص تعلیم وتدریس اور انتظامیہ کے درمیان باہمی چپقلش کے لیے ممتاز ہیں۔ یہ صورت حال بھی کم تشویش ناک نہیں ہے اور عام مسلمانوں کی ان اداروں سے دوری کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔ لہٰذا اس پر توجہ بے حد ضروری ہے۔ ان میں سے بہت سے ادارے ایسے ہیں کہ ان میں اور عیسائی اداروں میں بس اتنا فرق ہے کہ ان کے چلانے والے مسلمان ہیں، ورنہ وہاں بھی کلچرل پروگراموں کے نام پر وہ طوفان بدتمیزیاں ہوتی ہیں کہ کسی غیرت مند مسلمان کے لیے اس کا تصور بھی دہلا دینے والا ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اب ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔ یہ اس لیے کہ اسے مسلمانوں کی زبان بنا دیا گیا ہے اور اس لیے بھی کہ اس زبان میں ہمارا دینی وتہذیبی سرمایہ موجود ہے۔ لہٰذا اپنے بچوں کے لیے اردو کی تعلیم کا انتظام ہمارے لیے ناگزیر ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری نئی نسل اسلام کے اس عظیم الشان ورثہ سے محروم رہ جائے گی۔

سطور بالا میں جن مکاتب کا ذکر کیا گیا ہے انہیں دوبارہ بحال کرنے کی شدید ضرورت ہے تاکہ طلبہ کم از کم ناظرہ قرآن پڑھنے کے قابل ہو جائیں، کچھ دعائیں یاد کر لیں اور اسلامی سیرت و اخلاق سے آغاز میں ہی روشناس ہو جائیں۔ اس طرح کے مکاتب مساجد میں بھی چلائے جاسکتے ہیں یا یوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ مساجد میں ہی چلائے جائیں۔ اسی طرح تعطیلات میں طلبہ کے لیے دینی تعلیم کے کلاسیز کا انتظام کیا جانا چاہئے۔ بہت سی جگہوں پر اس طرح کے انتظامات کئے گئے ہیں، انہیں اور بہتر شکل دی جاسکتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی مفید طریقے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ حالانکہ ان اقدامات سے بھی وہ مقصد مکمل طور پر حاصل نہ ہوگا صورت حال جس کی متقاضی ہے۔ تاہم اس سے ہم اپنی جدوجہد کا آغاز کر سکیں گے۔

اگر ہمیں اپنی آئندہ نسلوں کو ارتداد سے محفوظ رکھنا ہے تو ترجیحی بنیاد پر اس جانب توجہ کرنی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت حالات جس قدر سنگین ہیں اور جس طرح کے چیلنجوں کا سامنا ہے وہ پہلے نہیں تھا۔ یہ وقت عملی اقدام کا متقاضی ہے۔ دور بیٹھ کر کڑھنے، کوسنے اور تنقید کرتے رہنے سے نہ پہلے کوئی چیز بدلی ہے اور نہ ہی آج اس کی توقع کی جانی چاہئے۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 16 10/17/12 5:19 PM



ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک

اسلام پر غیر مسلموں کے اعتراضات اور ان کے جوابات

کیا الٹراسونوگرافی قرآنی آیات کی نفی کرتا ھے

سوال: قرآن کریم کہتا ہے کہ کسی ماں کے رحم میں موجود بچے کی جنس صرف اللہ ہی کو معلوم ہوتی ہے لیکن اب سائنس ترقی کر چکی ہے اور ہم بآسانی الٹراسونوگرافی کے ذریعے سے جنین کی جنس کا تعین کر سکتے ہیں۔ کیا یہ آیت قرآنی میڈیکل سائنس سے متصادم نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور علیم وخبیر ہے، اس نے بعض چیزوں کا علم انسانوں کو بھی عطا فرمایا ہے لیکن ہر حاضر اور غائب چیز کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔

علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے:

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اللہ ہی رحم مادر میں جنین کی جنس کو جانتا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کہتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ ''بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہے۔'' (لقمان 34)

اسی طرح کا ایک پیغام مندرجہ ذیل آیت میں دیا گیا ہے:

﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنثَى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ﴾

''اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ ہر مادہ پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے، اور ارحام کی کمی بیشی بھی، اور اس کے ہاں ہر چیز کی مقدار (مقرر) ہے۔'' (الرعد 8)

الٹراسونوگرافی سے جنس کا تعین:

موجودہ سائنس ترقی کر چکی ہے اور ہم الٹراسونوگرافی کی مدد سے حاملہ خاتون کے رحم میں بچے کی جنس کا تعین بآسانی کر سکتے ہیں۔

قرآن اور جنین کی جنس:

یہ درست ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کے متعدد تراجم اور تشریحات میں یہ کہا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی یہ جانتا ہے کہ رحم مادر میں موجود بچے کی جنس کیا ہے۔ لیکن اگر آپ اس آیت کا عربی متن پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ انگریزی کے لفظ جنس کا کوئی متبادل عربی لفظ استعمال نہیں ہوا۔ درحقیقت قرآن کریم جو کچھ کہتا ہے وہ یہ ہے کہ ارحام میں کیا ہے، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ بہت سے مفسرین کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے اس سے یہ مطلب لیا کہ اللہ ہی رحم مادر میں بچے کی جنس سے واقف ہے۔ یہ درست نہیں۔ یہ آیت جنین کی جنس کی طرف اشارہ نہیں کرتی بلکہ اس کا اشارہ اس طرف ہے کہ رحم مادر میں موجود بچے کی فطرت کیسی ہوگی۔ کیا وہ اپنے ماں باپ کے لیے بابرکت اور باسعادت ہوگا یا باعث زحمت ہوگا؟ کیا وہ معاشرے کے لیے باعث رحمت ہوگا یا باعث عذاب؟ کیا وہ نیک ہوگا یا بد؟ کیا وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں؟ ان تمام باتوں کا مکمل علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ دنیا کا کوئی سائنس داں خواہ اس کے پاس کیسے ہی ترقی یافتہ آلات کیوں نہ ہوں رحم مادر میں موجود بچے کے بارے میں کبھی ان باتوں کا صحیح جواب نہیں دے سکے گا۔

(ابتدائی مراحل میں جب نطفہ اور علقہ رحم مادر میں ہوتا ہے تو کوئی سائنس داں بھی اس کا تعین نہیں کر سکتا کہ اس کی جنس کیا ہے۔ پھر آلات کے ذریعے سے معلوم کرنا تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی آپریشن کر کے کہے کہ مجھے اس کی جنس معلوم ہوگئی ہے۔ حالانکہ یہ اسباب کے بغیر معلوم کرنے کی نفی ہے اور ایسے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں کہ ڈاکٹر کی رپورٹ کے خلاف نتیجہ نکلا ہے، یعنی ڈاکٹری رپورٹ حتمی اور یقینی نہیں۔ عثمان منیب)

کفار کے دلوں پر مہر لگنے کے بعد وہ قصوروار کیوں؟

سوال: اگر اللہ نے کافروں یعنی غیر مسلموں کے دلوں پر مہر لگا دی ہے تو پھر انہیں اسلام قبول نہ کرنے کا قصوروار کیسے ٹھہرایا جا سکتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ کی آیات نمبر 6 اور 7 میں فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (6) خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

''بیشک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے یکساں ہے، خواہ آپ انہیں خبردار کریں یا نہ کریں، بہرحال وہ ایمان لانے والے نہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

یہ آیات عام کفار کی طرف اشارہ نہیں کرتیں جو ایمان نہیں لائے۔ قرآن کریم میں ان کے لیے إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، یعنی وہ لوگ جو حق کو رد کرنے پر تلے ہوئے ہیں، نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ ''تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو، یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔''

اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اس لیے وہ نہ سمجھتے ہیں اور نہ ایمان لاتے ہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ کفار بہرصورت حق کو مسترد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور آپ انہیں تنبیہ کریں یا نہ کریں وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، لہٰذا اس کا ذمہ دار اللہ نہیں بلکہ کفار خود ہیں۔

ایک مثال سے وضاحت:

فرض کیجئے کہ ایک تجربہ کار استاد آخری (فائنل) امتحانات سے قبل یہ پیشین گوئی کرتا ہے کہ فلاں طالب علم امتحان میں فیل ہو جائے گا، اس لیے کہ وہ بہت شریر ہے، سبق پر توجہ نہیں دیتا اور اپنا ہوم ورک کر کے نہیں لاتا۔ اب اگر وہ امتحان میں ناکام رہتا ہے تو اس کا قصوروار کسے ٹھہرایا جائے گا، استاد کو یا طالبعلم کو؟ استاد کو صرف اس وجہ سے کہ استاد نے پیشین گوئی کر دی تھی' طالب علم کی ناکامی کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی پیشگی علم ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے حق کو ٹھکرانے کا تہیہ کر رکھا ہے اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، لہٰذا وہ غیر مسلم خود ایمان اور اللہ سے منہ موڑنے کے ذمہ دار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف گمراہ کرنے یا دلوں پر مہر لگانے کی نسبت اس لیے درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل بھیج کر اور آسمانوں سے کتابیں نازل فرما کر انسانوں کے لیے راہ حق واضح کر دی۔ اب جنہوں نے حق قبول کیا وہ ہدایت یافتہ اور کامیاب ٹھہرے اور جنہوں نے حق سے منہ موڑا اور انبیاء ورسل کو ستایا، اللہ نے انہیں گمراہی میں پڑا رہنے دیا اور حق کی توفیق نہ دی۔

☆☆☆

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 17 10/17/12 5:19 PM

نسخہ سعادت

آخری قسط

خوشگوار زندگی کے رہنما اصول

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد (کویت)
hmishaq68@gmail.com

توکل : وہ لوگ جن پر دشمن کی شرارتوں، سازشوں اور ان کے ہتھکنڈوں کا خوف طاری رہتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ سخت بے چین رہتے ہوں ان کی خوشحالی کیلئے خصوصا اور باقی تمام لوگوں کیلئے عموماً نواں اصول یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالی پر توکل (بھروسہ) کریں کیونکہ اللہ تعالی ہی ہر شر سے بچانے والا ہے اور اس کے حکم کے بغیر بڑے سے بڑا طاقت ور بھی کسی کو کوئی نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لَّنْ يُصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [التوبة :51] ''آپ کہہ دیجئے کہ ہم پر کوئی مصیبت نہیں آ سکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالی نے ہمارے لئے مقدر کر رکھی ہے۔ وہی ہمارا سرپرست ہے اور مومنوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہئے۔''

اور فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ﴾ [الطلاق:3] ''اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کر لے تو وہ اسے کافی ہے۔ اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ اللہ تعالی پر کامل توکل کرتے تھے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نجد کی جانب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنگ کیلئے نکلے، پھر آپ ﷺ سے ہماری ملاقات اُس مقام پر ہوئی جہاں کانٹے دار درخت بہت زیادہ تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اپنی سواری سے اترے اور اپنی تلوار اس کی ایک ٹہنی سے لٹکا کر سو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اِدھر اُدھر بکھر گئے اور جہاں جس کو سایہ ملا وہ وہیں آرام کرنے لگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا کہ

''میں جب سویا ہوا تھا تو ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اس نے میری تلوار اٹھائی تو میں بیدار ہو گیا۔ میں اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک ننگی تلوار سونتے ہوئے میرے سر پر کھڑا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا: (مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ ؟) یعنی آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ تعالی بچائے گا۔ اس نے پھر کہا: (مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ ؟) یعنی آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے پھر بھی یہی کہا کہ مجھے اللہ تعالی ہی بچائے گا۔ پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ اور دیکھو! یہ ہے وہ شخص۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے اسے کچھ بھی نہ کہا۔ [البخاری: 2913، 4139۔ مسلم: 843 واللفظ لہ]

اس واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کتنے مضبوط ایمان کے مالک تھے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالی پر کس قدر اعتماد اور بھروسہ تھا کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد اچانک آپ ﷺ نے جب ایک دشمن کو تلوار بے نیام کئے ہوئے اپنے سر پر کھڑا دیکھا تو آپ ﷺ مکمل طور پر مطمئن رہے اور کسی خوف کا اظہار نہیں فرمایا۔ اور جب اس نے پوچھا کہ آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے تو آپ ﷺ نے انتہائی اعتماد کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے صرف اللہ تعالی ہی بچا سکتا ہے۔

اسی طرح وہ لوگ جو بے روزگار ہوں یا مالی و کاروباری مشکلات سے دوچار ہوں، انہیں بھی اللہ ہی پر توکل کر کے رزق حلال کے حصول کیلئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ اس طرح اللہ تعالی ان کیلئے رزقِ وافر کے دروازے کھول دے گا اور مالی پریشانیوں سے نکال کر انہیں خوشحال بنا دے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے ہی رزق دے گا جیسے وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے جو صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کے وقت پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔'' [احمد والترمذی وابن ماجہ۔ بحوالہ صحیح الجامع للألبانی: 5254]

قناعت : کامیاب و خوشگوار زندگی کا دسواں اصول یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جس کو جتنا رزق عطا کیا ہو وہ اس پر قناعت کرے اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا رہے۔ اور بڑے بڑے مالداروں کو حسرت سے دیکھنے کے بجائے اپنے سے کم مال والے لوگوں کو اپنے مدنظر رکھے۔ اس طرح اللہ تعالی اسے حقیقی چین و سکون نصیب کرے گا۔ اور اگر وہ کسی جسمانی بیماری کی وجہ سے پریشان رہتا ہو تو بھی اسے ان لوگوں کی طرف دیکھنا چاہئے جو اس سے زیادہ مہلک اور موذی مرض میں مبتلا ہو کر ہسپتالوں میں زیر علاج ہوں یا اپنے گھروں میں صاحبِ فراش ہوں۔ جب وہ اپنے سے کم مال والے لوگوں کی حالت اور اسی طرح اپنے سے بڑے مریضوں کی حالت کو دیکھے گا تو یقیناً وہ اپنی حالت پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرے گا۔ اس طرح اللہ تعالی اسے سکونِ قلب جیسی عظیم دولت سے نوازے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (اُنْظُرُوْا إِلىٰ مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلىٰ مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ) [مسلم۔ الزهد والرقائق :2963] ''تم اس شخص کی طرف دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے کم تر ہو۔ اور اس شخص کی طرف مت دیکھو جو (دنیاوی اعتبار سے) تم سے بڑا ہو کیونکہ اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھو گے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی نسبت کم تر انسان کی طرف دیکھنے سے انسان اللہ کی ان نعمتوں کو حقیر نہیں سمجھے گا جو اس نے اسے عطا کر رکھی ہیں۔ اور ان میں تین نعمتیں ایسی ہیں جو کسی کے پاس موجود ہوں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ گویا اللہ تعالی نے اس کیلئے پوری دنیا جمع کر دی ہے اور وہ ہیں: صحت، امن اور ایک دن کی خوراک۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: (مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافىٰ فِيْ جَسَدِهٖ ، آمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا) [الترمذی 2346، ابن ماجہ: 4141، وحسنہ الألبانی]

''جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ تندرست ہو، اپنے آپ میں پرامن ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہو تو گویا اس کیلئے پوری دنیا کو جمع کر دیا گیا۔''

فارغ اوقات میں علومِ نافعہ کا مطالعہ : ناخوشگوار اور دکھ بھری زندگی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب زندگی کے فارغ اوقات کو بے مقصد بلکہ نقصان دہ چیزوں میں ضائع کرنا ہے۔ مثلاً ڈائجسٹوں میں عشق و محبت کی جھوٹی داستانوں یا جاسوسی کی من گھڑت کہانیوں کے پڑھنے، تاش اور شطرنج وغیرہ کھیلنے اور دن بھر میچ دیکھتے رہنے اور اس طرح کی دیگر فضولیات میں وقت ضائع کرنے سے یقینی طور پر دل مردہ ہوتا ہے اور ناخوشگواری میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی بجائے مفید کتابوں مثلاً تفسیر قرآن، کتبِ حدیث، کتبِ سیرت نبویہ وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے اور جھوٹی کہانیوں کی بجائے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظامؒ کی سوانح حیات کے سچے واقعات کو پڑھا جائے۔ اور قرآن مجید کی تلاوت اور فائدہ مند تقاریر و لیکچرز کی کیسٹیں سنی جائیں تو اس سے یقیناً اللہ تعالی بندۂ مومن کی زندگی کو بابرکت بنا دیتا ہے اور اسے پریشانیوں سے نجات دیتا ہے۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 18 10/17/12 5:19 PM

فارغ وقت اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے جس کی قدر ومنزلت سے بہت سارے لوگ غافل رہتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ : اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ) ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سارے لوگ گھاٹے میں رہتے ہیں: تندرستی اور فارغ وقت۔'' [البخاری - الرقاق باب الصحة والفراغ :6412]

یعنی جو لوگ فارغ اوقات کو اللہ تعالی کی اطاعت میں نہیں کھپاتے وہ یقیناً گھاٹے میں رہتے ہیں۔ اس لئے فارغ اوقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسان کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانی چاہیے۔ ورنہ یہ بات یاد رہے کہ قیامت کے دن فارغ اوقات کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی کہ انہیں اللہ کی اطاعت میں لگایا تھا یا اس کی نافرمانی میں ضائع کر دیا تھا؟ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''کسی بندے کے قدم اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک اس سے چار سوالات نہیں کر لئے جائیں گے: اس نے اپنی عمر کو کس چیز میں ختم کیا؟ اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ اور اس نے اپنا مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا؟ اور اس نے اپنے جسم کو کس چیز میں بوسیدہ کیا؟ ''[الترمذی - بحوالہ صحیح الجامع للألبانی7300]

مسلمانوں کی پریشانیاں دور کرنا: دنیا میں دکھوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کیلئے بارہواں اصول یہ ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائیوں کی پریشانیاں دور کرنے میں ان کی مدد کریں، اللہ تعالی آپ کی پریشانیاں دور کرے گا اور آپ کو خوشحالی وسعادتمندی نصیب کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: (مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَأَنْ تُكْشَفَ عَنْهُ كُرْبَتُهُ ، فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ) [احمد۔ج2 ص23، وذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد ج4 ص133]

''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور اس کی پریشانی دور کی جائے تو وہ تنگ دست کی پریشانی کو دور کرے۔'' یعنی ایک تنگ حال کی تنگی و پریشانی دور کرنے سے اللہ تعالی اس کی دعا کو قبولیت سے نوازتا ہے اور اس کی پریشانیاں دور کر دیتا ہے۔

اخیر میں ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو خوشگوار زندگی نصیب کرے، ایمان وعمل کی سلامتی دے اور ہمیں تمام پریشانیوں، دکھوں اور صدموں سے محفوظ رکھے۔ آمین

☆☆☆

جودہ الفارس

طالبہ کے پرس میں کیا ہے؟



اللہ پاک نے فرمایا: ﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾ (سورۃ ابراھیم 34) ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔'' اللہ پاک نے ہم پر انگنت اور لامتناہی نعمتیں نچھاور کی ہیں، ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ہماری ذمہ داری صرف یہ بنتی ہے کہ ہم اللہ کے شکر گذار بنیں۔ کیوں کہ اس کا فرمان ہے: ﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ [ابراھیم :7] ''اگر شکر گذار بنو گے تو میں تمھیں اور زیادہ نوازوں گا۔''

اس مقالے کی حقیقت ایک قصہ سے عبارت ہے جو بذریعہ ای میل مجھے موصول ہوا، اس قصہ میں سبق ہے، درس ہے، نصیحت ہے، افادہ عامہ کی خاطر یہ قصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، تو لیجئے یہ ہے قصہ:

ایک گرلز کالج میں سرکاری تفتیش آئی اور کالج کے سارے کلاسیز میں گھوم گھوم کر لڑکیوں کے بیگ کی تلاشی کرنے لگی، ایک ایک لڑکی کے بیگ کی تفتیش کی گئی، کسی بھی پرس میں کتابیں، کاپیاں اور لازمی اوراق کے علاوہ کوئی ممنوع شے پائی نہیں گئی، البتہ ایک آخری کلاس باقی رہ گیا تھا، اور یہی جائے حادثہ تھا، حادثہ کیا تھا، اور کیا پیش آیا؟!

تفتیشی کمیٹی ہال میں داخل ہوئی اور ساری لڑکیوں سے گذارش کی کہ تفتیش کے لیے اپنا اپنا پرس کھول کر سامنے رکھیں، ہال کے ایک کنارے ایک طالبہ بیٹھی تھی، اس کی پریشانی بڑھ گئی تھی، وہ تفتیشی کمیٹی پر دزدیدہ نگاہ ڈال رہی تھی اور شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے پرس پر ہاتھ رکھا ہوا تھا!! تفتیش شروع ہو چکی ہے، اس کی باری آنے ہی والی ہے، لڑکی کی پریشانی بڑھتی جا رہی ہے.....

چند منٹوں میں لڑکی کے پرس کے پاس تفتیشی کمیٹی پہنچ چکی ہے، لڑکی نے پرس کو زور سے پکڑ لیا گویا وہ خاموش زبان سے کہنا چاہتی ہو کہ آپ لوگ اسے ہرگز نہیں کھول سکتے، اسے کہا جا رہا ہے، پرس کھولو! تفتیش کی طرف دیکھ رہی ہے اور زبان بند ہے، پرس کو سینے سے چپکا لی ہوئی ہے، تفتیش نے پھر کہا: پرس ہمارے حوالے کرو، لڑکی زور سے چلا کر بولتی ہے: نہیں میں نہیں دے سکتی۔ پوری تفتیشی کمیٹی اس لڑکی کے پاس جمع ہو گئی، سخت بحث ومباحثہ شروع ہو گیا۔ ہال کی ساری طالبات پریشان ہیں، آخر راز کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟ بالآخر لڑکی سے اس کا پرس چھین لیا گیا، ساری لڑکیاں خاموش..... لکچر بند..... ہر طرف سناٹا چھا چکا ہے۔ پتہ نہیں کیا ہوگا ..... پرس میں کیا چیز ہے؟

تفتیشی کمیٹی طالبہ کا پرس لیے کالج کے آفس میں گئی، طالبہ آفس میں آئی، ادھر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی، سب کی طرف غصہ سے دیکھ رہی تھی کہ بھرے مجمع کے سامنے اسے رسوا کیا گیا تھا، اسے بٹھایا گیا، کالج کی ڈائرکٹر نے اپنے سامنے پرس کھلوایا، طالبہ نے پرس کھولا، یا اللہ! کیا تھا پرس میں.....؟ آپ کیا گمان کر سکتے ہیں.....؟

پرس میں کوئی ممنوع شے نہ تھی، نہ فحش تصویریں تھیں، واللہ ایسی کوئی چیز نہ تھی..... اس میں روٹی کے چند ٹکڑے تھے، اور استعمال شدہ سنڈوچ کے باقی حصے تھے، بس یہی تھے اور کچھ نہیں۔ جب اس سلسلے میں اس سے بات کی گئی تو اس نے کہا: ساری طالبات جب ناشتہ کر لیتی ہیں تو ٹوٹے پھوٹے روٹی کے ٹکڑے جمع کر لیتی ہوں جس میں سے کچھ کھاتی ہوں اور کچھ اپنے اہل خانہ کے لیے لے کر جاتی ہوں۔ جی ہاں! اپنی ماں اور بہنوں کے لیے..... تاکہ انہیں دوپہر اور رات کا کھانا میسر ہو سکے۔ ہم تنگ دست ہیں، ہماری کوئی کفالت کرنے والا نہیں، ہماری کوئی خبر بھی نہیں لیتا۔ اور پرس کھولنے سے انکار کرنے کی وجہ صرف یہی تھی کہ مبادا میری کلاس کی سہیلیاں میری حالت کو جان جائیں اور مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ میری طرف سے بے ادبی ہوئی ہے تو اس کے لیے میں آپ سب سے معافی کی خواستگار ہوں۔

یہ دلدوز منظر کیا تھا کہ سب کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں، اللہ پاک ہر شخص کو ایسی مجبوری سے بچائے، اور ایسے بُرے دن کسی کو نہ دیکھنے پڑیں۔

بھائیو اور بہنو! یہ منظر ان مختلف المناک مناظر میں سے ایک ہے، جو ممکن ہے ہمارے پڑوس میں ہو اور ہم اسے نہ جانتے ہوں، یا بسا اوقات ایسے لوگوں سے نظریں اوجھل کئے ہوئے ہوں۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 19 10/17/12 5:19 PM

گیارہواں سلیمان صالح الرحیمانی مقابلۂ حفظ قرآن مجید کی تقریب

IPC کی زیرنگرانی منعقد ہونے والے حفظ قرآن کے اس مقابلہ میں پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، فلپین، افغانستان اور دیگر ایشیائی، یوروپی اور افریقی ممالک کے ۷۵۰ سے زائد مردوں اور عورتوں نے حصہ لیا جس میں نومسلموں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی، اس مقابلہ میں کامیاب ہونے والوں کے بیچ تقسیم انعامات کے لیے انٹرنیشنل اسلامک چیریٹی آرگنائزیشن جنوب سرہ کے وسیع ہال میں ایک باوقار تقریب رکھی گئی جس میں وزارۃ الاوقات کے مہمانان، IPC کے ڈائرکٹر جنرل جمال الشطی اور نائب ڈائرکٹر جنرل انجینئر عبدالعزیز الدعیج کے علاوہ مہمان خصوصی سفیر پاکستان جناب افتخار عزیز اور حاضرین کی ایک اچھی خاصی تعداد نے شرکت فرمائی۔ ذیل میں تقریب کی تصویری جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔













مقابلۂ حفظ قرآن مجید کا نتیجہ

☆بارہ سال سے چھوٹی عمر والے لڑکوں میں

	پہلا انعام	دوسرا انعام	تیسرا انعام
ایک پارہ	طہٰ محمد عالمگیر	عبدالوہاب سالم امیرول	عبدالباسط
آدھا پارہ	سالم سالم امیرول	عبداللہ فیض فیض احمد	بلال احمد محمد ارسلان
تیرہ سورتیں	عبدالعزیز حریص	عمر اشرف	سید محمد ریحان

☆بارہ سال سے چھوٹی عمر والی لڑکیوں میں

	پہلا انعام	دوسرا انعام	تیسرا انعام
ایک پارہ	دینہ محمد شریف باریل	عفیفہ سالم امیرول	بشریٰ ابوالقاسم
آدھا پارہ	ایمان بارایل محمد	زہراء محمد رحیم	زینب ناصر
تیرہ سورتیں	سمیحہ امیر حسن محمد	عادلۃ ابراہیم قادر	سمیہ محمد نورالاسلام

☆غیر عربی مسلم جالیات (مردوں) میں

	پہلا انعام	دوسرا انعام	تیسرا انعام
پانچ پارہ	محمد عمر فاروق حافظ	اسدالرحمٰن فضل الرحمٰن	شہاب الدین علاء الدین
چار پارہ	معین الاسلام محمد نورالاسلام	حفیظ مولانا سیفالاسلام	حفیظ علاء الدین اسماعیل
تین پارہ	خالد حافظ محمد شعیب	ثوبان اشرف حافظ محمد اشرف	فہد امجد علی
دو پارہ	منیر الاسلام محمد نورالاسلام	عثمان حافظ محمد شعیب	شعیب بن عمر
ایک پارہ	اسامۃ فیض فیض احمد	احمد عبداللہ ندیم احمد	محمد عبدالرزاق

☆غیر عربی مسلم جالیات (عورتوں) میں

	پہلا انعام	دوسرا انعام	تیسرا انعام
پانچ پارہ	صائمۃ عبدالرؤوف	فوزیہ عادل شاہ محمد	
چار پارہ	زکیہ عادل شاہ	سلوی صالح محمد	حمیدۃ بیگم محمد
تین پارہ	نادیہ عادل شاہ	نادیہ زاہیر عزیز	حمیرا احمد نوازی
دو پارہ	سمیہ محمد شاہول	صفیہ محمد سراج محمد	سیما محمد سراج محمد
ایک پارہ	منیاز سرورس	امینہ عمر کوشانی ویٹل	جمانہ یوسف

عالمی خبریں

محمد خالد اعظمی (کویت)

عظیم الشان مسجد کا افتتاح

اسٹرمبرگ: فرانس کے وزیر داخلہ مینوئیل والس نے شہر اسٹرمبرگ میں ایک عظیم الشان مسجد کا افتتاح کیا ہے، اس مسجد میں بیک وقت ڈیڑھ ہزار مصلی آسکتے ہیں۔فرانس کی تاریخ کی سب سے بڑی مسجد ہے اور اس ملک میں مسلمانوں کی آبادی چالیس لاکھ کے قریب ہے۔

محمد ﷺ کے تعارف کی عالمی مہم

قاہرہ: اخوان المسلمون کے نوجوانوں نے 30 زبانوں میں ڈی وی ڈیز کی تقسیم کے ذریعہ دنیا بھر میں محمد ﷺ کا تعارف کرانے کی مہم شروع کی ہے۔اس مہم کے دوران اسلام اور آپ ﷺ کی زندگی کے پیام کی وضاحت کی جائے گی۔ساتھ ہی وہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے مختلف گوشوں کو تمام زبانوں میں اجاگر کریں گے،اخوان کے ذمہ داروں کا کہنا ہے کہ جو لوگ آپ ﷺ کی سیرت سے واقف نہیں ہیں، پہلے آپ ﷺ کی سیرت کو اچھی طرح پڑھیں،اس کے بعد بات کریں۔

تاج عربیہ کی تعمیر

دبئی: دبئی اپنے دامن میں ہر انوکھی چیزوں کو پناہ دینا چاہتی ہے تاکہ مستقبل کا مؤرخ دبئی کی تاریخ سنہری حروف سے لکھ سکے۔دبئی میں تاج محل کی نقل تیار کی جارہی ہے، جس پر ایک ارب ڈالر کی لاگت آنے کا امکان ہے۔اس عمارت میں 300 کمرے ہونگے، جس میں شادیوں کی تقریبات منعقد کی جاسکیں گی۔تاج عربیہ 2014ء میں تیار ہوجائے گی اور اس کا نام ''نیوسٹی آف لو'' ہوگا۔اس عمارت کے اردگرد خوبصورت باغات بنائے جائیں گے۔لیکن تاج عربیہ کے منتظمین کے نام یہ پیغام ہے کہ دنیا میں کروڑوں انسان بھوکوں مررہے ہیں اور لوگوں کو تاج عربیہ جیسی عمارت بنانے کی فکر ہے، کاش وہ قوم وملت اور انسانیت کی فکر کرتے۔

فرانسیسی گلوکارہ کا قبول اسلام

پیرس: فرانس جہاں حجاب پر پابندی عائد ہے، گزشتہ دنوں فرانس کی ایک گلوکارہ نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور اپنے ہی ملک کی مقررہ پابندیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک ٹی وی چینل پر اسلامی حجاب میں نمودار ہوئی اور اپنے غیر مسلم مداحوں کو مایوس کردیا۔

ماضی کی معروف گلوکارہ میلنئی جارجیادیس المعروف دیام سن 2009ء کے بعد سے ٹیلیویژن پر نہیں آرہی تھیں۔

اس نے بتایا کہ میں نے قرآن پڑھ کر اور سمجھ کر اسلام قبول کیا ہے۔حجاب کے بارے میں اس کی رائے ہے کہ یہ ایک شرعی حکم ہے اور اس کی تعمیل کرتے ہوئے انہیں بے انتہا اطمینان وسرت حاصل ہورہی ہے۔انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ اللہ کے آگے سجدہ ریز ہونے سے انہیں جو قلبی سکون حاصل ہوا وہ الفاظ میں بیان نہیں کرسکتیں۔ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکنا چاہئے، ویام سن نے کہا کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ نفسیاتی اور ذہنی تناؤ کا شکار تھیں اس کے لیے انہوں نے نشہ آور ادویہ کا بھی استعمال کیا لیکن اب ان کی زندگی پوری طرح تبدیل ہوگئی ہے اور وہ ان عادتوں سے چھٹکارا حاصل کرچکی ہیں۔

پاکستان کی پہلی نابینا پی ایچ ڈی

کراچی: بینائی سے محروم کراچی میں مقیم ڈاکٹر فرزانہ سلیمان پوناوالا کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے، اس خاتون نے ہمت نہ ہاری اور تعلیمی میدان میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑتے ہوئے آگے بڑھتی رہی۔وہ پیدائشی نابینا نہیں تھی بلکہ جب وہ آٹھویں کلاس میں تھی تو اسے ٹائیفائیڈ ہوا اور حادثاتی طور پر نظر جاتی رہی یہاں تک کہ وہ نابینا ہوگئی۔ڈاکٹر فرزانہ فلسفے اور اسلامک اسٹڈیز میں ڈبل ایم اے اور پی ایچ ڈی ہیں۔ انہیں گزشتہ سال تمغہ حسن کارکردگی مل چکا ہے۔گزشتہ بیس برسوں سے کراچی کے ایک کالج میں اسلامک اسٹڈیز کی لیکچرر ہیں۔ڈاکٹر فرزانہ سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

جرمنی کا یہ انداز ہی نرالا ہے

برلن: جرمنی کی بعض روایات میں سے ایک روایت یہ ہے کہ 3 اکتوبر کو مساجد کے دروازے غیر مسلموں کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔یہ روایت 1997ء سے چلی آرہی ہے۔جرمنی میں 43 لاکھ سے زائد مسلمان ہیں، 500 کے قریب مساجد ہیں، صرف دارالحکومت برلن میں 80 مساجد ہیں جن میں سے 20 مساجد نے غیر مسلموں کے لیے اپنے دروازے کھولے تھے۔اگر اسی بہانے دعوت کا کام کیا جائے تو اسلامی تعلیمات غیر مسلموں تک بآسانی پہونچائی جاسکتی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحق انصاری کا انتقال



علی گڑھ: تحریک اسلامی ہند کی معروف شخصیت، ایک عظیم محقق، مصنف، مدرس، اور قائد ڈاکٹر عبدالحق انصاری کا انتقال 3 اکتوبر 2012ء کو سہ پہر علی گڑھ میں حرکت قلب بند جانے سے ہوگیا اور تدفین علی گڑھ ہی میں 4 اکتوبر صبح نو بجے عمل میں آئی، جنازہ میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ ان کے انتقال پر سماج کے مختلف طبقات نے اظہار تعزیت کیا۔

مرحوم یوپی کے ضلع دیوریا موجودہ کشی نگر کے ایک غیر معروف گاؤں تمکوہی میں یکم ستمبر 1931ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کی، ہائی اسکول، انٹر کی تعلیم گورکھپور، ثانوی درس گاہ رامپور سے عالمیت، عربی میں بی اے، ایم اے (فلسفہ)، اور 1962ء میں پی ایچ ڈی (فلسفہ) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے کیا، ڈاکٹریٹ کے حصول کے لیے امریکہ کا سفر کیا جہاں ہارورڈ یونیورسٹی سے 1972ء میں MTS کیا۔

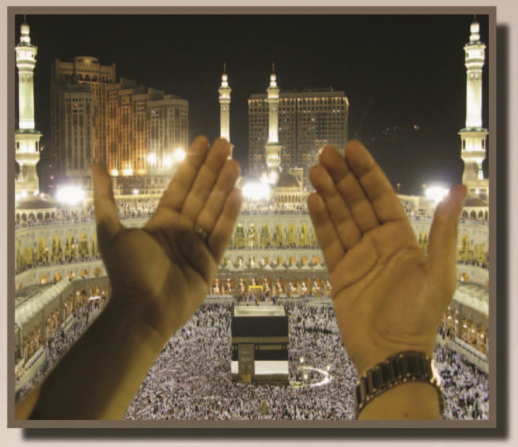
تحقیق وتدریس کے فرائض انجام دینے کے لیے مختلف ملکوں میں قیام کیا، مثلاً، سوڈان کی مشہور یونیورسٹی ام درمان اسلامیہ، جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض، جامعۃ الملک فہد وغیرہ۔شانتی نکیتن مغربی بنگال، اور آخر عمر میں آپ نے کالجز اور یونیورسٹیز سے تعلیم یافتہ طلباء کو عربی زبان وادب کے ساتھ ساتھ اسلام کی تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لیے اسلامی اکیڈمی قائم کی ہے۔

1952ء میں جب آپ ہائی اسکول میں تھے تو اسی وقت سے جماعت اسلامی ہند کے رکن بنے۔ 2003-2007 کے درمیان جماعت اسلامی ہند کے امیر رہے۔آپ کی کل دو درجن سے زیادہ تصنیفات ہیں، پسماندگان میں: اہلیہ کے علاوہ، چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 21 10/17/12 5:21 PM

45 OCTOBER 2012 Folder.indd 22

الحج



لبیک اللّٰھم لبیک
اے اللہ
میں حاضر ہوں

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے والہانہ تعلق، نفس و اخلاق کا تزکیہ اور روحانی ارتقاء کے سارے مقاصد بیک وقت حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ حج کے تمام ارکان و مناسک پورے اخلاص اور شعور کے ساتھ ادا کئے جائیں۔

حج کے شرائط

حج ہر صاحب استطاعت مسلمان پر درج ذیل شرائط کیساتھ فرض ہے

- مسلمان ہونا
- عاقل و بالغ ہونا
- آزاد اور صاحب اختیار ہونا
- مالی استطاعت رکھنا
- راستے کا پُرامن ہونا
- ظالم حکمرانوں کی طرف سے رکاوٹ نہ ہونا
- حج کا مقررہ وقت ہونا
- عورت کے لئے محرم کا ساتھ ہونا
- عورت کا حالت عدت میں نہ ہونا

حج کے ارکان

(جن کی عدم ادائیگی پر حج ادا نہ ہوگا)

- احرام
- وقوف عرفات
- طواف زیارۃ
- صفا و مروہ کی سعی

حج کے واجبات

(ترک واجب پر دم لازم آتا ہے)

- میقات سے احرام باندھنا
- مزدلفہ میں شب بسر کرنا
- سر منڈوانا / بال ترشوانا
- میدان عرفات میں غروب آفتاب تک قیام
- رمی کرنا
- منیٰ میں تشریق کی راتیں بسر کرنا
- طواف وداع کرنا

10/17/12 5:22 PM